رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ

عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مستحق طلباء اور غرباء احمدیہ سے اڑھائی روپے

نمبر ۸ ۔ اگست ۱۹۲۷ء ۔ صفر المظفر ۱۳۴۶ھ ۔ جلد ۲۶

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
مصر کے محکمۂ شرعیہ کا فیصلہ بہائیوں کے ارتداد اور فسخ نکاح کے متعلق	۲۸۱ – ۲۸۳	مولانا فضل الدین صاحب وکیل
بہائی فرقے کی موجودہ اور آئندہ روش سے اس مذہب کا ابطال	۲۸۳ – ۲۸۹	"
سوالات کے جوابات (قیامت کے متعلق)	۲۸۹ – ۲۹۲	سن رائز
فصل البیان فی جمع القرآن	۲۹۲ – ۲۹۵	مولانا مطیع الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے بنگالی
حضرت آدم دنیاوی جنت میں تھے	۲۹۵ – ۲۹۸	مولانا جلال الدین صاحب
کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟	۲۹۹ – ۳۰۲	مبشر دمشق
توحید الٰہی	۳۰۲ – ۳۰۶	مولانا حافظ جمال احمد صاحب
اسوۂ سید الانام محمد صلعم از روئے اسلام	۳۰۷ – ۳۱۲	مولانا محمد یعقوب صاحب
حرمت وحلت تصاویر پر نظر	۳۱۳ – ۳۱۸	مولانا قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری
کلمہ گوؤں میں اشتراک عمل کی تجویز		ماخوذ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری نو ایسل تحقیقی کیواسطے ہی جسکی مختصر تعریف یہ ہے۔ کہ پھیپھڑہ میں خواہ کسی وجہ سے زخم ہوکر اول خون پھر ریپ آنے لگے

مرضِ سل کا علاج

ناظرین کو تعجب ہوگا۔ کہ جس مہلک مرض کو عمر بھر لادوا سمجھا۔ اور یونانی و ڈاکٹری تمام اطباء سے مایوس العلاج سُنا۔ اُسکے علاج کے کیا معنی؟ مگر حق تعالیٰ کا فضل کسی زمانہ اور کسی شخص کیلئے مخصوص نہیں۔ الحمد للہ کہ لاکھوں بیش قیمت جانوں کے تلف کرنیوالے مرض سل کا تیر بہدف تریاق ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور تجربہ میں بھی آگیا۔ اگرچہ اعلان کرتے ہوئے طبیعت ہماری بھی جھجکی اور خیال ہوا کہ سالہا سال کی دلوں میں بیٹھی ہوئی نا امیدی کے مقابلہ پر ہماری اس قول کی کیا وقعت ہوگی کہ ہماری ایجاد کردہ **ایک تولہ شفاء السل ہماری ہدایات کے موافق استعمال کرنے سے مسلول کو باذن اللہ صحت حاصل ہو جائیگی"** مگر خدا کی دی ہوئی بے بہا نعمت کو چھپا کر رکھنا شرافت اور مروتِ انسانی کے خلاف تھا۔ اس لئے بنظر مزید احتیاط ہم نے خاص اطباء پر بغرض تجربہ و امتحان یہ دوا مفت تقسیم کی اور منصفانہ رائے طلب کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خاطر خواہ کامیابی اور نتیجہ خیز آراء ہماری حوصلہ افزائی کی گئی۔ چنانچہ اسوقت ہم صرف **شاہی طبیب جناب حکیم نورالدین صاحب امیر احمدی جماعت کی قلمی دستاویز** (جو طبی حیثیت سے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک بیش قیمت اور نہایت وزنی رائے ہے) ۔ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ مرض سل کے لادوا ہونے کا اعتقاد انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا۔ اور ہماری سریع التاثیر دوا جس کو ہم **اکسیر** کا خطاب دیں تو بجا نہیں آہستہ آہستہ تمام ملک کے اطباء کو اپنا مداح و گرویدہ بنالے گی۔ قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ) علاوہ سل کے تمام اندرونی زخموں میں باذن اللہ فوری اثر دکھلاتا ہے۔

رئیس الاطباء جناب حکیم نورالدین صاحب رئیس بھیرہ ضلع شاہپور کا ارشاد

السلام علیکم۔ آپکی دوائی جو سل کیلئے آپنے مجھے دو بار تجربہ کیلئے بھیجی اس کو میں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کیاہے۔ بے ریب یہ دوائی ایسے مسلولوں کو جنکو نزلہ کی شکایت نہ ہو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اسمیں اور بھی برکت بخشے اور لوگ اس موذی مرض سے آپکی مفید دوائی سے نفع اٹھائیں۔

نورالدین۔ ۲۳۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء قادیان

نوٹ: ۔غریب اور بے مقدور مریضوں کو بشرطیکہ تنگدستی کا ثبوت دیدیں یہ دوا بلا قیمت دیجائیگی۔ مگر خرچ ڈاک وغیرہ ہر حال میں منگانیوالے کے ذمہ ہوگا۔ پتہ صاف حروف میں تحریر کرنا چاہیئے +

المشتہر

حافظ محمد یعقوب۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصر کے محکمہ شرعیہ کا فیصلہ

بہائیوں کے ارتداد اور فسخ نکاح کے متعلق

سنہ ۱۹۲۴ء کا واقعہ ہے کہ بہاء ازم کے دو ایک ایجنٹوں کا قادیان میں پتہ لگا اور جو منصوبے وہ احمدیت اور اسلام کی مخالفت میں گانٹھ رہے تھے انکا راز افشا ہو گیا جس کے بعد وہ یہاں سے رخصت ہو گئے اور اپنی پردہ پوشی کے لئے انہوں نے قادیان کی سچی اسلامی آواز کے خلاف یہ مصنوعی آواز بلند کی کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور قادیان کا یہ ہم پر الزام ہے کہ ہم مسلمان نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اخبار کوکب ہند جلد ۱ نمبر ۵ مجریہ یکم جولائی ۱۹۲۴ء میں اعلان کیا کہ :-

"ہم مسلمان ہیں اور خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلعم کی رسالت۔ قرآن کی حقانیت غرضیکہ مسلمانوں کے تمام عقائد میں کلیۃً شریک ہیں، اور یہاں تک مصر ہیں کہ اگر ہمارا کوئی عقیدہ آپ قرآن شریف کے خلاف ثابت کر دیں تو ہم اپنی غلطی کو درست کر لیں گے اس طرح اگر اختلاف ہے تو صرف تشریح اور تفسیر میں ہے۔ اور وہ بھی ایسا جس میں مشاہیر متقدمین۔ اہل بہاء کے ساتھ شریک ہیں"

اور انکی اس بناوٹی اور مصنوعی آواز میں غلطی سے بعض مسلمان اہل جرائد نے بھی شرکت کی۔ گو اسکے بعد آہستہ آہستہ "کوکب ہند" اپنے اصلی مقصد کیطرف آ گیا ہے اور اب کچھ مدت سے اس نے اسلامی مسائل اور تعلیمات پر نکتہ چینی بھی شروع کر دی ہے جس سے اسکی غرض ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کرنا اور بہاء ازم کی طرف مائل کرنا ہے۔

لیکن اس وقت ہماری غرض بہائیوں کے ان منصوبوں کا بیان کرنا نہیں ہے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری قسم کی قیامت وہ زمانۂ ارتقاء و اجتماع ہے جس کو کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہ السلام کے ذریعے دنیا میں قائم کرتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر وہی الفاظ وہی محاورات اور وہی کیفیات انبیاءؑ کے زمانہ بعثت اور انکی کامیابیوں کے متعلق استعمال ہوئے جو مرنے کی بعد کی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں:۔

تیسری قسم کی قیامت جو اصل قیامت ہے اور پہلی دونو قسم کی قیامتیں جسکے لئے بطور ظِل کے ہیں وہ تمام بنی نوع انسان کے مجموعی حشر کا نام ہے۔ یعنی اس زمانے کیلئے اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے جسوقت کہ آخری اور قطعی فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کی اَرواح کو نئی طاقتیں اور نئی قوتیں بخش کر اپنے حضور کھڑا کریگا۔ تاکہ وہ اپنے اعمال کے مطابق جزا اور مکافات حاصل کریں۔ اس قیامت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کبھی کبھی یہ لفظ استعارۃً اُسوقت کے لئے بھی بول لیا جاتا ہے۔ جبکہ بنی نوع انسان کا کلی طور پر خاتمہ ہو جائیگا۔ لیکن درحقیقت وہ ایک فنا ہے قیامت نہیں ہے۔ قیامت کے معنی کھڑے ہونیکے ہیں۔ اور فنا کے معنی طاقتوں کے باطل ہو جانے کے ہیں۔ ایسے زمانے کو قیامت اس لئے کہتے ہیں۔ کہ درحقیقت وہ حقیقی قیامت کے لئے بطور علامت اور ابتدائی نشان کے ہے۔

یہ تینوں قسم کی قیامتیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان تینوں پر ہی ایمان لانا ضروری ہے ہر ایک مسلم کیلئے یہ واجب ہے کہ وہ ایمان رکھے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے پھر ایک قسم کی زندگی بخشے گا جس زندگی میں وہ آئندہ پیش آنیوالے معاملات کیلئے اپنے اندر قابلیتیں اور طاقتیں پیدا کریگا۔ جو اسکے پچھلے اعمال کے مطابق ہونگی۔ (۲) اور ہر مُسلم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایمان رکھے کہ اسکے زمانے کے مامور کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس دین کو پھر عزت بخشے گا اور ایک ایسی "تو مہ کھڑی" کر دیگا جو دنیا کی کایا پلٹ کر ایک نیا جہان پیدا کر دیگی۔

(۳) اور ہر مسلم پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ ایمان رکھے کہ ایک دن ایسا آنیوالا ہے جبکہ تمام بنی نوع انسان کی ارواح اپنا آخری اور قطعی فیصلہ سُننے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور پھر جمع ہونگی۔ اور اُنکے اعمال کے مطابق اُنہیں دھکیل دیا جائیگا یا جنّت میں رکھدیا جائیگا۔

(۲) دوسرے سوال کا جواب پہلے سوال کے جواب میں آچکا ہے۔ لیکن مزید تفصیل کے لئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ جس طرح یہ بیوقوفی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان کارخانہ کے لئے صرف ہزار دس سال کی میعاد مقرر کریں اسی طرح یہ بھی بیوقوفی ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ یہ فانی عالم غیر محدود زمانہ تک چلتا چلا جائیگا۔ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ دنیا اپنے تمام دوروں سمیت صرف چند ہزار سال کی عمر پائیگی یا پا چکی ہے۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم اس بات کے بھی قائل نہیں کہ اس دنیا کا کبھی کوئی اختتام نہیں ہوگا۔

(۳) کسی رُوح کے لئے کوئی مقررہ وقت نہیں ہے۔ بلکہ مقررہ کیفیّات سے گذرنا ہر ایک رُوح کے لئے ضروری ہے۔ وہ کیفیّات خواہ لاکھوں سال میں سے ایک رُوح پر گذریں یا ایک سیکنڈ میں گذر جائیں۔ ان کیفیات کے گذرنے کے بعد انسان میں مابعدالموت زندگی کے آخری دَور میں سے گذرنے کی قابلیّت پیدا ہوجاتی ہے۔ جو لوگ کہ لاکھوں سال پہلے فوت ہوئے ہونگے۔ انکی ارواح لاکھوں سال ہی میں ان کیفیّات میں سے گذریں گی۔ اور جو لوگ قیامت کے بالکل قریب فوت ہونگے۔ انکی ارواح صرف اُتنے ہی عرصہ میں ان کیفیّات میں سے گذر جائینگی جو کہ آخری تباہی اور قیامت کے درمیان بطور وقفہ کے رکھا جائیگا۔

ہاں یہ ضروری تھا کہ بعث بعدالموت کا آخری دَور تمام ارواح ایک ہی وقت میں شروع کریں تاکہ ترجیح بلا مُرجّح کے ساتھ کسی رُوح کو دوسری رُوح سے اس روحانی دور میں فضیلت حاصل نہ ہوجائے۔ کیونکہ اس دَور میں مقابلہ نہیں ہے۔ بلکہ تمام ارواح اس لائن پر ترقی کرتی چلی جائینگی جس لائن پر انکی دنیا کی روحانی حالت نے انکو ڈال دیا ہے۔ اب اگر ایک ہی قسم کے دو انسان جن میں سے ایک لاکھ سال پہلے فوت ہُوا ہو اور ایک آج فوت ہُوا ہے ایک مقررہ میعاد کے بعد جنّت میں داخل کیئے جاتے تو جو شخص پہلے فوت ہُوا ہے وہ پہلے داخل ہونے کی وجہ سے اُس دوسرے پر ہمیشہ کے لئے فضیلت پاجاتا حالانکہ روحانی طور پر یہ دونو برابر تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ زمانی تقدّم کی وجہ سے کوئی شخص اپنے برابر کے روحانی درجہ والے پر فوقیّت پاجائے۔ اسلئے بجائے اسکے کہ وہ وقت مقرر فرماتا اُس نے بعض معیّن کیفیّات میں سے گذرنے کی شرط لگا دی۔ بعض لوگوں کے لئے وہ کیفیّات ہلکے طور پر ایک لمبے عرصہ میں پوری ہوجائینگی۔ اور بعض لوگوں کے لئے قلیل عرصہ میں شدّت کے طور پر پوری ہوجائینگی۔ اور اس طرح اس آخری دَور کو تمام کی تمام ارواح ایک ہی وقت میں شروع کریں گی۔ تاکہ مساوی الدرجہ لوگ بلاوجہ ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوجائیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مثلاً یہ ممکن تھا کہ ایک نبی جو ہزاروں سال فوت ہوچکا ہوتا وہ ہزاروں سال کی روحانی ترقیات کی وجہ سے مثلاً خاتم النبیّن سے بوجہ پہلے جنّت میں داخل ہونے کے اپنے درجے میں بڑھ جاتا۔ حالانکہ مابعدالموت زندگی اس دُنیا کی زندگی پر منحصر ہے۔ اور خاتم الانبیاء کا درجہ اپنی اس دنیوی زندگی کے لحاظ سے اُس پہلے فوت ہونیوالے نبی سے بدرجہا بڑھ کر تھا۔

(۴) اس سوال کا جواب پہلے سوال میں آچکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) مرنے کے بعد بھی روحانی طور پر انسان اپنے عزیزوں کے قریب رکھا جائیگا قرآن کریم میں بالصراحت بیان ہوا ہے۔ کہ آبا میں سے جو شخص بڑے مرتبے پر ہو یا اولاد میں سے کوئی شخص بڑے مرتبے پر ہو اس کے پاس اسکے تمام عزیزوں کو خواہ اوپر کی نسل سے ہوں یا نیچے کی نسل سے ہوں جمع کر دیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ مومن ہوں۔ خواہ اس کے درجہ کے نہ ہوں ٭

فصل البیان فی جمع القرآن

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا و ما ارسلنٰک الا کافۃً للناس۔ اِن آیاتِ کریمہ کی نصِ صریح سے اسلام کا دعویٰ ہے کہ دینِ متین اسلام کامل اور مکمّل دین ہے اور تا قیامت تمام ملکوں اور تمام قوموں میں جاری رہیگا۔ ایک شوشہ برابر بھی تبدیل نہیں ہوگا۔ اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم ہے۔ قرآن مجید کو تمام مسلمان بالاتفاق خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں دستور العمل تسلیم کرتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحافظون۔ ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرینگے۔ اِنَّ علینا جمعہٗ و قرانہٗ۔ قرآن کریم کو جمع کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ زبردست صداقت ہے کہ بانیٔ اسلامؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ اسلام کی معمولی سی معمولی خدمت اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے لئے اپنی جان و مال نثار کرنا زندگی کی عین راحت سمجھتے تھے۔ اپنے عزیز و اقارب اور وطنوں سے جدا ہوئے۔ بھوکے اور فاقے رہے۔ ناقابلِ برداشت مصائب و تشدائد میں اپنے آپ کو مبتلاء کیا۔ نہیں نہیں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہانا اپنی زندگی کا انتہائی نقطۂ مقاصد سمجھتے تھے۔ ان باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی کسی عقلمند کے دل میں یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ آنحضرتؐ اور آپ کے خدّام نے قرآن کریم جیسی مقدس کتاب جس پر عمارت اسلام کی بنیاد ہے پوری طرح سے محفوظ کرنیکا کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہو۔ بالخصوص جب ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہلِ عرب اپنی غیر معمولی قوتِ حافظہ کے ذریعہ تمام اشعار و کارنامے تاریخی واقعات و انساب نسلاً بعد نسلٍ محفوظ رکھتے تھے اور سرورِ کائناتؐ کے عہدِ مبارک سے پہلے ہی تحریر کے اسباب مہیّا تھے اور لکھنے کا رواج موجود تھا۔ آنحضرت صلعم نے خطوط لکھوائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ قرآن کریم جو اصلی دینِ اسلام ہے اور تا قیامت بلا تبدیلی و تحریف جاری رہنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس کی حفاظت کے متعلق اللہ جلّ شانہٗ نے خود وعدہ فرمایا اس کو ان دونو طریقوں سے محفوظ نہ کیا ہو۔ جبکہ قرآنِ کریم احادیثِ نبویؐ اور کتب تواریخ میں نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں قطعی اور بیّن ثبوت اس امر کا ملتا ہے۔ کہ کلام پاک فرقانِ مجید بانیٔ اسلام علیہ الف الف صلوٰۃ نے اپنی وفات سے قبل خود اپنی کوشش نگرانی اور ہدایت کے ماتحت لکھوا کر حفاظتِ قرآنِ کریم کی عظیم الشان خدمت کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور اس میں ایک حرف بلکہ ایک نقطہ کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد وہی قرآنِ پاک اُسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے جسکو حضورؐ نے ارشادِ باری سے مرتّب و مدوّن فرمایا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ اِس مضمون میں ہم خدا نے فضل و کرم سے اس بات کو ثابت کرینگے۔ کہ رسولِ مقبولؐ نے اپنی وفات سے قبل مندرجہ ذیل امور نہایت کامل طور پر سرانجام دیئے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کثیر التعداد صحابیوں کو قرآن کریم حفظ کرایا۔

(۲) عہدِ نبویؐ میں قرآنِ کریم لکھا گیا تھا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود قرآنِ کریم کو ترتیب دی۔

(۴) آنحضرتؐ کے عہدِ مبارک میں جمع قرآن کریم کا کام سرانجام پایا تھا۔

حفظِ قرآن کریم

ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ عرب میں قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ اشعار و انساب و خطبات نسلاً بعد نسلٍ قوّتِ حافظہ کے ذریعہ سے محفوظ چلے آتے تھے۔ یہ ایک عام مسلّمہ تاریخی امر ہے جس کا انکار دوست و دشمن کوئی نہیں کر سکتا۔ مَیں اس جگہ اس امر کی شہادت ایک یورپین مصنّف سے پیش کرتا ہوں۔ سر چارلس لائل جنہوں نے دیوان عبید بن الابرص اور عامر بن طفیل کا انگریزی ترجمہ کیا ہے اس کتاب کے دیباچہ میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"یہ یقینی امر ہے کہ ایّامِ جاہلیت کے بدویوں کے اشعار لکھے نہیں جاتے تھے۔ بلکہ حفظ کر لئے جاتے تھے وہ قصائد جن میں قبائل کی فتح و ظفر کا بیان ہوتا تھا بیش قیمت خزانے گنے جاتے تھے۔ اور پھر نسلاً بعد نسلٍ پہنچائے جاتے تھے عام علمی چرچے کے علاوہ جو مختلف قبیلوں میں پھیلا ہوا تھا ایک خاص طریقِ حفظ بھی تھا۔ اور سلسلۂ رواۃ تھا۔ اپنے حفظ کیئے ہوئے خزانہ کو محفوظ رکھنا راویوں کا فرضِ منصبی ہوتا تھا اُس نے مانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں جبکہ فنِ کتابت کا استعمال شہروں میں خاص کاموں کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس زمانہ میں موجودہ زمانہ سے بہت زیادہ قوّتِ حافظہ کا استعمال ہوتا تھا۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اسی طرح سے دو تین سو سال تک اشعار پہنچائے گئے۔"

حفظِ قرآن مسلمانوں کیلئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ جسم کے لئے روح کی ضرورت ہوتی ہے روزانہ پانچ وقت کی نماز میں تلاوتِ قرآن کریم مسلمانوں کے لئے لازمی امر ہے سوائے حفظ و علم قرآن کے دوسری تمام عبادات و معاملات ناممکن ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کا حفظ کرنا مسلمانوں کے لئے از حد ضروری تھا اور وہ اس جوش و خروش سے قرآن کریم کو حفظ کرتے تھے کہ مسلمان اور حافظ قرآن دونو مترادف سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے قرآن کریم کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نازل فرمایا تاکہ آسانی سے مسلمان اسکو حفظ کر سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔ وقرانًا فرقناہ لتقراہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا اور قرآن سے ہم نے جدا جدا کرکے دیا ہے تاکہ تو (اے محمد) ٹھیر ٹھیر کر اسے لوگوں پر پڑھے۔ اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا نازل کیا۔ دوسری جگہ اسی بات کو اور بھی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:۔

قال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلنٰہ ترتیلا۔ کفار نے اعتراض کیا کہ تمام قرآن شریف کیوں نہ ایک دفعہ سارا نازل ہوگیا خود قرآن نے ہی اس اعتراض کا جواب دیا کہ تھوڑا تھوڑا کرکے اس لئے نازل کیا کہ تاکہ ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے قرآن کریم کو اچھی ترتیب سے مرتّب کیا ان دونو آیتوں میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کو تھوڑا تھوڑا کرکے اس لئے نازل فرمایا کہ اس کو آپ کے خدّام اچھی طرح سے یاد کر سکیں۔ سورہ عنکبوت میں حفظِ قرآن کی نسبت آفتاب نصف النہار کی طرح ایک نہایت ہی واضح نصّ صریح موجود ہے اور وہ یہ ہے بل ھو اٰیٰتٌ بیّنٰتٌ فی صدور الذین اوتوا العلم۔ قرآن کریم آیتوں کا مجموعہ ہے جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ رہیگی۔ ان تمام آیات سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء و ارشاد ہے کہ مسلمان قرآن کریم کو اپنے سینوں میں محفوظ کریں اسی واسطے تھوڑا تھوڑا کرکے ایک مدّت مدید میں قرآن مجید کو اتارا تاکہ اس کے حفظ میں آسانی ہو اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم شریعتِ محمدی کی اصل کتاب ہے اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قدرتی اسباب پہلے سے مہیّا کر رکھے تھے کہ اہلِ عرب کو نہایت مضبوط قوّتِ حافظہ عنایت کیا اور بانئِ اسلام علیہ السلام کو اس قوم میں مبعوث فرمایا جو اس وصف میں تمام اکنافِ عالم میں ممتاز تھی ان دونو روایتوں سے معلوم ہوجاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں قرآن کریم کس اہتمام سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظ کیا جاتا تھا۔ اس امر کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ بئر معونہ کی جماعت کی تعلیم کیلئے ستر حفاظ روانہ کیئے گئے تھے۔ جو راہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ایک قلیل سی جماعت کیلئے ستر حافظان قرآن کا بھیجنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عہد نبوی میں بکثرت حفاظِ قرآن موجود تھے۔ عبد اللہ ابن عمر ابن العاص۔ ابو الدردا۔ تمیم داری۔ سلیمان ابن ابی حشمہ۔ ابی ابن کعب۔ زید ابن ثابت۔ معاذ ابن جبل۔ سعد ابن المنذر۔ عبد اللہ ابن عمر۔ ابن خطاب۔ عقبی ابن عامر الجہنی وغیرہ وغیرہ بالاتفاق حفاظِ قرآن تھے۔ اور بھی بہت سے صحابی قرآن کریم کے حفاظ تھے لیکن ان تمام حضرات کے نام نقل کرنا موجب تطویل ہوگا۔ اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حفظِ قرآن کریم کی بنیاد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے اور جب سے آفتاب رسالت طلوع ہوا اُس وقت سے لیکر آج تک دنیا میں جہاں جہاں فرزندانِ اسلام آباد ہوئے۔ وہاں ہی حفظِ قرآن کا مقدس رواج پھیلتا گیا۔ ہر اسلامی ملک میں کیا ہر اسلامی بستی میں حافظانِ قرآن پائے جاتے ہیں ؛

حضرت آدمؑ دنیاوی جنّت میں تھے

یہاں ایک دن مشائخ سے مسیح کی آمد ثانی پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اثنائے گفتگو میں جب میں نے کہا۔ کہ ابن حزم نے اپنی کتاب فصل فی الملل والنحل میں لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے معراج کی رات ارواح انبیاءؑ کو آسمانوں میں دیکھا۔ اور ارواح انبیاءؑ تو جنّت میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان آسمانوں سے مراد جنّت ہی ہے۔ پس جب مسیحؑ کی روح بھی جنّت میں ہوئی تو وہ اب دوبارہ واپس نہیں آسکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ھم منھا بمخرجین کہ جنّتی جنّت سے نہیں نکالے جائینگے۔ تو اس پر ایک شیخ چلّا کر بولا۔ کہ آدم علیہ السلام جو جنّت سے نکالے گئے تھے۔ میں نے اس پر مفصل طور پر بحث کی۔ اور بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام جس جنّت میں رکھے گئے تھے وہ دنیاوی جنّت ہے۔ حقیقی جنت نہیں ہے۔ اور اس جنّت کا حقیقی جنّت نہ ہونا قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے :۔

پہلی آیت۔ قبل اسکے جو آدمؑ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ کہا اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ پس یہ کیونکر مانا جائے کہ پیدا تو اُسے زمین میں رکھنے کے لئے کیا۔ اور پیدا کرنے کے بعد آسمانوں پر جنّت میں رکھدیا گیا۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ جس جنّت میں رکھا گیا وہ دنیاوی جنّت ہی تھی۔

دوسری آیت۔ حقیقی جنّت اعمال کے بدلے میں تیار ہوتی ہے۔ اور وہ موت کے بعد ملتی ہے جیسے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک اصحاب الجنۃ خالدین فیھا جزاء بما کانوا یعملون (احقاف) کہ جنت جنتیوں کے اعمال کے بدلہ میں ملی ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون (زخرف) کہ اس جنت کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث ہوئے ہو۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ آدم علیہ السلام نے اپنی پیدائش سے پہلے تو کوئی اعمال کیئے نہیں تھے۔ جو حقیقی جنت کے وارث ہو جاتے۔

تیسری آیت ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وماھم منھا بمخرجین۔ کہ حقیقی جنت میں سے تو کوئی نکالا نہیں جائیگا مگر حضرت آدم علیہ السلام نکالے گئے پس معلوم ہُوا کہ وہ جنت حقیقی نہیں تھی۔

چوتھی آیت ۔ جنت اللہ تعالیٰ کے قُرب کا مقام ہے۔ اور اس میں سب سے بڑی نعمت ورضوان اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کا قُرب ہی ہے۔ اور شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین۔ کہ وہ ملعون ہے اور ملعون کا مفہوم یہی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب اور اسکی رحمت سے بے نصیب ہے۔ پھر وہ کیونکر جنت میں جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضامندی کا مقام ہے جا کر وسوسہ ڈال سکتا تھا۔ کیونکہ حقیقی جنت میں تو وہ جا ہی نہیں سکتا۔

پانچویں آیت ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما کہ حقیقی جنت میں لغو اور بیہودگی اور گناہ سُننے کو بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ وہاں کوئی امر الٰہی کی خلاف ورزی کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی خلاف ورزی ہوئی اس سے معلوم ہُوا کہ وہ حقیقی جنت میں نہیں تھے۔

چھٹی آیت ۔ اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ممنوع درخت کے پھل کھانے کی خواہش ہوئی تو آپ نے کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ لھم فیھا فاکھۃ ولھم ما یدعون۔ سلام قولا من رب رحیم (یٰس) اور ولکم فیھا ما تشتھیہ الا نفس ولکم فیھا ما تدعون (فصلت) کہ تمہارے لئے جنت میں جو چاہو گے وہ موجود ہے اور جو مانگو گے فوراً حاضر کیا جائیگا۔ گویا اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حقیقی جنت میں نہیں تھے ورنہ انکے اس کھانے کو جسے انہوں نے اپنی خواہش اور اشتہاء سے کھایا ذنب کیوں قرار دیا گیا۔ مذکورہ بالا آیات سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہاں کوئی ممنوع چیز نہیں ہے۔ پس یہ کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت حقیقی میں تھے۔ اور پھر اس سے نکالے گئے بالکل غلط ہے۔

اس پر شیخ نے کہا۔ پھر ہبوط کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا۔ ہبوط کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آسمان پر تھے اور پھر وہاں سے اتارے گئے۔

مَیں نے کہا ہبوط کا لفظ صرف اوپر سے نیچے اُترنے کے معنوں میں ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ محض ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی وادی میں داخل ہو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتے ہیں ھبط الوادی اور جب وہاں سے نکلے تو کہتے ہیں ھبط من الوادی اور اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔ کہ جب بنی اسرائیل نے مسور پیاز۔ گیہوں وغیرہ اشیاء کی درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اھبطوا مصراً۔ کہ جاؤ کسی شہر میں چلے جاؤ اسکے یہ معنی تو نہیں ہیں۔ کہ وہ آسمان پر تھے۔ اور وہاں سے اُترنے کا انہیں حکم دیا گیا۔

رہا یہ سوال کہ وہ جنّت دنیا کے کس حصّہ پر تھی۔ تو اسکے معلوم کرنیکی اوّل تو ضرورت نہیں کسی جگہ ہو قرآن مجید نے اسکے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ مگر تورات کی کتاب پیدائش کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ عدن میں کوئی باغ تھا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ لفظ عدن کے معنی قیام کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ عدن المکان دعدن بالمکان = اقام فیہ یعنی اس جگہ قیام کیا۔ پس ہو سکتا ہے۔ کہ جس جگہ پہلے پہل انسان نے قیام اختیار کیا۔ اسی وجہ سے اسکا نام عدن رکھا گیا۔

پھر میرے نزدیک ان کا اس جنّت سے نکالے جانا بطور سزا کے نہیں تھا بلکہ حکمت کے طور پر تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ اھبطوا کا حکم فرمایا ہے۔ جب پہلی دفعہ فرمایا۔ تو اسکے بعد معاً حضرت آدم علیہ السلام دعا کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم اور اللہ تعالیٰ نے بھی انکی یہ دعا قبول کر لی اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انکی غلطی معاف بھی کر دی گئی ہو پھر سزا بھی دی گئی۔ بلکہ دوسری دفعہ قلنا اھبطوا منہا جمیعاً کا حکم فرمانا حکمت کی بنا پر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس جگہ شیطان کا دخل ہو گیا ہے۔ اور تم سے ایک دفعہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ اسلیئے اس جگہ تو رہنا ہی مناسب ہے۔ یہاں سے کسی اور مقام میں چلے جاؤ۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ایک جنگ سے واپسی پر رات بھر چلتے رہے آخر رات جب ایک مقام پر اُترے تو سب کے سب سو گئے اور سورج چڑھ آیا۔ اور نماز فجر پڑھنی تھی تو آپنے فرمایا ھذا منزل حضرنا فیہ الشیطان (نسائی) لہر ایک شخص اپنی سواری کو لے اور یہاں سے چل پڑے کیونکہ اس جگہ شیطان آگیا ہے۔ جسکی وجہ سے ہم نماز اپنے وقت پر نہ پڑھ سکے۔ پھر وہاں سے آگے جا کر نماز ادا کی۔ پس اسی طرح آدم علیہ السلام کو اس مقام کو چھوڑنے کا حکم ہوا جہاں ان سے خطا سرزد ہوئی ۔

ریویو آف ریلیجنز اردو کی توسیع اشاعت میں احباب خاص طور پر کوشش کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اِسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟

آریہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اور راجپوتوں کو محمود غزنوی اور اکبر اور اورنگ زیب وغیرہ نے زبردستی مسلمان بنا لیا تھا۔

جواب:۔ اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فناء ✦ ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

اور اسلام کا لفظ سلم سے مشتق ہے جسکے معنی صلح کے ہیں۔ پس اسلام صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور صدق دل سے احکام الٰہیہ توحید و رسالت وغیرہ کا ماننا اور اپنے تن۔ من۔ دھن کو خدا کے رستہ میں خرچ کر دینا ہے۔ اور یہ بات جبر و اکراہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی یقین قلبی حاصل کرایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علٰی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کہ یہ میرا رستہ ہے اور میں اور میرے متبعین علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ پس اسلام جبر و اکراہ سے کسی کو منوایا نہیں جا سکتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین میں جبر و اکراہ جائز نہیں۔ اور حق و باطل ظاہر ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کہ یہ حق تیرے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے جو کفر کرینگے انکے لئے جہنم ہے اور جو ایمان لائینگے انکے لئے جنت ہے۔ پس اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ کہ جبر و اکراہ سے کسی کو مذہب قبول کروایا جائے۔

ہاں اسلام نے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے۔ جیسے فرمایا۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کہ اللہ کے رستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ مگر زیادتی نہ کرنا خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

پھر فرمایا وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ کہ ان مشرکین و کفار سے اسوقت تک جنگ کرو۔ جبتک فتنہ دور نہ ہو۔ امام بخاری نے فتنہ کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کئے ہیں۔ کہ مسلمان تھوڑے تھے تو انکو اسلام اختیار کرنیکی وجہ سے قتل کیا جاتا تھا۔ یا سخت عذابوں میں مبتلا رکھتے تھے۔ یہانتک کہ اسلام کو خدا تعالیٰ نے ترقی دی اور وہ فتنہ نہ رہا۔ یعنی حریت دینی کے حصول کی خاطر اس آیت میں مدافعانہ جنگ کا حکم تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اورنگ زیب جیسا متدین شخص جس نے کئی بار قرآن مجید کو پڑھا تھا۔ وہ آیت لا اکراہ فی الدین کو شب و روز پڑھ کر پھر بھی اسکے خلاف زبردستی مسلمان بنایا کرتا تھا۔ یہ محض ہندوؤں کی ناشکری ہے۔ کہ وہ ان بادشاہوں کی طرف ایسے جھوٹے الزامات منسوب کریں اسلامی سلطنتوں کے ماتحت دوسرے مذاہب کھلے بندوں اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے رہے ہیں! اندلس میں مسلمانوں کی حکومت رہی۔ عیسائی بہت امن سے اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے رہے۔ یہانتک کہ جب مسلمانوں کی بادشاہت جانے لگی تو وہاں کی رعایا انکے احسانات اور امن وغیرہ کو یاد کرکے بہت چیخی اور چلائی۔

غرض کبھی دین کی خاطر مسلمان بادشاہوں نے تلوار نہیں اٹھائی۔ دیکھو ہند کو فتح کرنیکا محمود کو بالکل خیال نہ تھا وہ تو تاتاریوں کے بلاد کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ اور اس سے سبکتگین نے بحکم قرآنی و ان جنحوا للسلم فاجنح لہا کہ اگر وہ صلح پر آمادہ ہوں تو صلح کرو ان سے صلح کر لی تھی۔ مگر اسکے بعد جے پال نے اس معاہدہ کو توڑ دیا اور غزنی کی طرف چڑھائی کی جسکی وجہ سے محمود کو بھی ہند پر حملہ کرنا پڑا۔ پس ہند پر حملہ کرنیکا باعث خود راجہ جے پال تھا۔

دیکھو محمود گجرات میں کئی دنوں تک رہا لیکن بتا سکتے ہو کہ کسی کو زبردستی مسلمان کیا؟ پھر اس نے اپنے بھائی امیر اسمٰعیل سے جنگ کی کیا اسکو مسلمان بنانیکے لیئے تھی۔ اسی طرح سبکتگین سے ابراہیم لودی کی جنگ ہوئی کیا وہ مسلمان بنانے کے لئے تھی۔ اسی طرح اورنگ زیب نے تاناشاہ سے جو ایک سید تھا دکن کے ملک میں جنگ کی کیا وہ تاناشاہ سید کو مسلمان بنانے کے لئے تھی؟ پھر یہ کہنا کہ انکی جنگیں مذہبی تھیں اور جبراً مسلمان بنانے کے لئے تھیں کیونکر کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے۔

پھر اکبر نے تو ہندوؤں سے ایسا نیک سلوک کیا۔ کہ انہوں نے اپنی لڑکیاں بھی شادی کے لئے اسکے پیش کر دیں۔ پھر اس نے ہندوؤں کو اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے سے کبھی نہیں روکا۔ جاؤ۔ اور آگرہ فورٹ پر نظر دوڑاؤ۔ تمہارے اعتراض کا جواب تمثیلی طور پر اسوقت تک اللہ تعالیٰ نے موجود رکھا ہے۔ دیکھو اکبر نے ہندوؤں کے جذبات کا کسقدر خیال رکھا ہے کہ اپنی ہندوانی بیویوں کیلئے مکانات بھی ہندوؤں کے طریق پر بنائے ہیں۔ پس کیا ایسے شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتا تھا۔

چونکہ میدان فتنہ ارتداد میں اس اعتراض کو بہت کثرت سے پھیلایا گیا۔ ہر ایک چھوٹے بڑے کی زبان پر یہی اعتراض تھا۔ کہ ملکانوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا تھا۔ جب میں میدان فتنہ ارتداد میں کام کر رہا تھا۔ تو موضع گھوہائیہ میں پنڈت کالی چرن سے قرآن مجید و وید پر مباحثہ ہوا تھا۔ جب اس نے کہا۔ کہ ان ملکانوں کے آباء و اجداد کو زبردستی مسلمان بنایا گیا۔ تو میں نے مندرجہ ذیل وجوہ اس کی تردید میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اس امر کا ظاہر کرنا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں بعض نوگرفتار اشخاص (مولوی محفوظ الحق اور مہر محمد خان) نے دین اسلام سے ارتداد اختیار کرکے بہائیت کو اختیار کیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنے اخبار میں غلط اور خلاف واقعہ اعلان کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسی طرح تھوڑا عرصہ ہوا کہ مصر میں بھی بعض آدمیوں نے اسلام کو ترک کرکے بہائیت کو اختیار کیا تھا مگر مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے مسلمانوں میں ہی ملے جلے رہے اور بعض مسلمان خاندانوں میں شادیاں بھی کرلیں۔ لیکن ان خاندانوں میں سے بعض کو جب بہائیت کی حقیقت معلوم ہوئی تو انکی طرف سے مصر کے محکمہ شرعیۃ میں فسخ نکاح کا دعوی دائر کیا گیا جس پر محکمہ شرعیہ مصر نے پوری تحقیقات کے بعد بہائیوں کو مرتد قرار دیا ہے۔ چنانچہ بہائیوں کے موجودہ لیڈر شوقی افندی مقیم حیفا (ملک فلسطین) نے اپنی اس خفیہ چٹھی میں جو فروری ۱۹۲۷ء میں انہوں نے بہائیوں کے نام لکھی ہے۔ مصر کے فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"حکم محکمۂ شرعیہ۔ پیروان شریعت حضرت بہاء اللہ را از ملحدین و مرتدین شمردہ و از کفار انگاشتہ و خارج از ظل شریعت محمدیہ دانستہ حکم فسخ عقد زواج مابین طرفین از بہائی و غیر بہائی صادر نمودہ ولے بصریح عبارت مستند بر استشہادات و استدلالات منصوصہ قاطعہ مقتبسہ از کتاب اقدس و کتاب عہد و کتاب ایقان و سورۃ ہیکل و ہفت وادی و الواح شتی کہ در نص آں حکم مسطور و مندرج است شہادت دادہ و اقرار و اعتراف نمودہ کہ آئین بہائی دینے است جدید و مستقل و دارائے احکام و سنن و قواعد و اصول مخصوصہ از جملہ ایں فقرات است کہ از نص حکم استخراج گشتہ" ومن جمیع ما تقدم تغایر و تناقض عقائد و اصول و احکام الدین الاسلامی تناقضا تاما فلا یقال للبہائی مسلم ولا العکس کما لا یقال بوذی او برھمی او مسیحی مثلا مسلم ولا العکس" (صفحہ ۲۱-۲۲ خط مطبوعہ شوقی افندی)

کہ محکمہ شرعیۃ (مصر) کے فیصلہ نے پیروان شریعت حضرت بہاء اللہ کو ملحدوں اور مرتدوں سے شمار کیا ہے اور ان کو کافر قرار دیا ہے اور انہیں شریعت محمدیہ کے دائرہ سے خارج جانا ہے اور ایسے نکاحوں کے فسخ ہو جانے کا حکم صادر کیا ہے جنمیں میاں بیوی میں سے ایک بہائی ہو اور دوسرا غیر بہائی۔

اسکے بعد شوقی افندی لکھتے ہیں کہ اس فیصلہ کی صریح عبارت میں جو (بہاء اللہ) کی کتابوں (اقدس عہد ایقان سورۃ ہیکل ہفت وادی اور متفرق الواح) کی شہادتوں اور ان کے قطعی دلائل پر مبنی ہے اس بات کی گواہی دی گئی ہے اور اس کا اقرار اور اعتراف کیا گیا ہے کہ بہائی طریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کی تھیں۔

اوّل۔ جنکے متعلق کہا جاتا ہے کہ انکو جبراً مسلمان بنایا گیا تھا وہ خود نہیں مانتے۔ نہ ہی انکے آباء واجداد نے اپنی اولاد سے یہ کہا اور نہ انکی اولاد نے اپنی اولاد سے۔ اب یہ آریہ سماج کو معلوم ہوا۔ کہ انہیں زبردستی مسلمان بنایا گیا تھا۔ تو یہ مدعی سست گواہ چست والی بات ہے۔

دوم۔ اگر جبراً مسلمان بنائے گئے تھے۔ تو تین سو سال تک کبھی مسلمان نہ رہتے۔ کیونکہ جو شخص جبراً کسی دین کا اقرار کرے تو جبر کے نہ رہنے پر اپنے پہلے عقیدہ پر آسکتا ہے۔

سوم۔ اب جبکہ ہندوؤں کی حکومت گذرے کئی سو سال ہو گئے۔ اب اگر کسی شخص کو جبراً دین قبول کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میری جان نکل جائے۔ لیکن میں اپنے دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پس اسوقت جبکہ ان میں قوّت و طاقت موجود تھی۔ اور تازہ ہی سلطنت کے جانیکا عہد تھا۔ جبر سے دوسرے مذہب کو کب قبول کر سکتے تھے۔

چہارم۔ اگر انکی لڑائیوں کی غرض مسلمان بنانا ہی تھا۔ تو آج یو۔ پی میں سوائے مسلمانوں کے کوئی نظر نہیں آنا چاہیئے تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ادھر کی بجائے پنجاب مسلمان زیادہ ہیں۔ اور اسلام سے زیادہ واقف ہیں۔

پنجم۔ مسلمان بادشاہوں کے عہد میں جیسے مسلمان معزز عہدوں پر سرفراز ہوتے تھے۔ ویسے ہندو بھی تھے۔

ششم۔ بعض جگہ جو بت ٹوٹے ہوئے نکلنے کا اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مسلمان بادشاہوں نے توڑے تھے صحیح نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۴ پر لکھتے ہیں:۔

"سوامی شنکراچاریہ نے دس برس تک تمام آریہ ورت میں دَورہ کر کے جینیوں کے مت کا کھنڈن اور ویدک دھرم کا منڈن کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں جینیوں کے بت بھی توڑے گئے۔ چنانچہ آجتک جینیوں کے جسقدر ٹوٹے پھوٹے یا سالم بت نکلتے ہیں۔ وہ سب شنکراچاریہ کے زمانہ کے ہی ہیں۔ سالم بت جینیوں نے زمین میں خود ہی گاڑ دیئے تھے۔ کہ توڑے نہ جائیں یہی اب تک بعض جگہوں سے نکلتے بھی ہیں"

اب لفظ سب پر غور فرمائیں۔ کیا سوامی صاحب نے ہی مسلمان بادشاہوں کی بریت ثابت نہیں کر دی کہ انہوں نے کوئی بت نہیں توڑا۔

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو لشکر کے روانہ کرتے وقت سپہ سالاروں کو نصیحت فرماتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ معبدوں کو نہ گرایا جائے۔

ہفتم۔ کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اگر مسلمان بادشاہوں کا کام زبردستی مسلمان بنانا ہی تھا۔ اور انہوں نے راجپوتوں کو مسلمان بنا لیا ہے تو کیوں میرے مدِّمقابل جیسے بنئیوں کو ہندو مذہب پر چھوڑ دیا گیا بلکہ انکو مسلمان بنانا راجپوتوں کے مسلمان بنانے سے آسان تر تھا۔ پس انکو مسلمان نہ بنایا جانا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ راجپوتوں کو بھی زبردستی مسلمان نہیں بنایا گیا۔

اسپر پنڈت کالیچرن نے کہا۔ کہ بنئے مالدار تھے۔ اور مال بادشاہوں کو بھی اپنا غلام بنا لیتا ہے۔

مَیں نے کہا یہ فلسفہ بھی آج ہی معلوم ہوا ہے۔ آپکے خیال میں یہ ملکانے راجپوت فقیر تھے۔ اور تم غنی۔ اس لئے تمہیں مسلمان نہ بنایا گیا۔ مگر آپ بتائیں تو سہی۔ کہ جب ہندوؤں کی راجپوت فوجیں مسلمان ہو گئیں۔ تو بنئیوں سے مال بھی چھین لینا اور پھر انکو زبردستی مسلمان بھی بنا لینا کیا مشکل تھا۔

بات مال کی نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ مسلمان لشکر جب ارضِ ہند میں داخل ہوئے تو انکی تعداد نہایت قلیل تھی۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے تو ہندو افواج لاکھوں کی تعداد میں۔ مگر وہ ان چند ہزار آدمیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اکثر طور پر جو آپس میں گفتگو اور مقابلہ کا موقعہ ملتا تو وہ انہی راجپوتوں کو جو اسوقت جنگجو سپاہی شمار کئے جاتے تھے لیکن جب انہوں نے باوجود کثرت کے اپنی شکست کو دیکھا اور ان انوار کا مشاہدہ کیا جو اسلامی لشکروں کے چہروں پر نمایاں تھے۔ اور ان تائیدات الٰہیہ کا نظارہ کیا جو انکے شامل حال تھیں۔ اور دیکھا کہ بُت تو انکی کوئی مدد نہیں کرتے اس لئے انہوں نے صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

اب اسکے بالمقابل ویدوں کی تعلیم کو مشاہدہ فرمائیے:۔

(۱) اے میرے پیارے جوانمردو..... تم رو ئیں تن ہشتاد بدنی اور فولاد بازو ہو اپنے زورِ بازو سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو۔ تاکہ تمہارے زورِ بازو کے لُطف سے ہماری مدام فتح رہے۔ اور کبھی شکست نہ ہو۔ (اتھرووید کانڈ ۱۱ سوکت ۹ منتر ۳)

(۲) اے اقبال مند راجہ تو سعادتمندی حاصل کر اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا۔ اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال۔ جو ہمارے دشمنوں کی حمائت کرتا ہے اسکو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی طرح ادھر سے جلا۔ کہ جدھر سے اسکی ہوا بھی نہ آئے۔ (یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲)

(۳) جیسے مَیں دسٹ عادت والے مخالفوں کے سروں کو بھی چھیدن (پاش پاش) کرتا ہوں۔ ویسے تم بھی چھیدن کرو۔ (ہندی تفسیر دیانند جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ یجروید ادھیائے ۳ منتر ۲۳)

(۴) ہے سپہ سالار جیسے سب طرف سے ساکن کرہ آفتاب غیر ساکن کرنوں سے ننانوے قسم کی اطراف کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصوں کو پراپت (حاصل) ہوئے۔ جو دھارن کرنیوالی ہوا وغیرہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان بادل کے لطیف بطور حصہ پانیوں کو ہنن (ہلاک) کرتا ہے۔ ویسے تو بہت سے بیدینوں (ویدک دھرم کے مخالفوں) کو ہلاک کرے

(تفسیر دیانند بھاشا جلد دوم صفحہ ۱۴۲۲ رگوید منڈل اسوکت ۸۴ منتر ۱۳)

(۵) جس ہنسک سے ہم مخالفت کریں۔ اور جو ہنسک ہم سے مخالفت کرے اسکو ہم لوگ ان بھیڑے وغیرہ (خونخوار) چرندوں کے منہ میں ڈالیں۔ (تفسیر دیانند جلد اوّل صفحہ ۱۳۱۵ یجروید ادھیائے ۱۵ منتر)

پس جن کی کتابیں ایسے جبر کی تعلیم دینے والی ہوں تو وہ جبر سے پاک تعلیم پر اعتراض نہ کریں تو جابر کیسے ثابت ہوں۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدےٰ۔ (خادم جلال الدین شمس احمدی از دمشق)

وقت کی ضرورت

میرے نزدیک ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والے کا اسوقت یہ فرض ہے۔ کہ اس موقع پر بجائے وقتی جوش دکھانے کے وہ یہ عہد کرے کہ وہ آئندہ قرآن کریم کو اپنا ہادی بنائیگا اور اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریگا۔ اور مسلمانوں کے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھیگا اور مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کیلئے آمادہ رہیگا۔ اور اسلام کی طرف منسوب ہونیوالوں سے لڑائی جھگڑے کو بند کردیگا اور خواہ وہ اسکے کتنے ہی دشمن ہوں وہ انہیں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر ترجیح دیگا اور تبلیغ اسلام کو اپنا مقدم فرض سمجھیگا اور اسکے متعلق مالی اور جسمانی اور اخلاقی امداد پر کمربستہ رہیگا۔ اور ہندوؤں سے ان تمام امور میں چھوت چھات سے کام لیگا جن میں وہ مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں اور حتی الامکان مسلمانوں سے سودا خریدنے کی کوشش کریگا اور مسلمانوں کی ہر قسم کی دوکانیں کھلوانے کا ہمیشہ خیال رکھیگا اور سود سے پرہیز کریگا اور اگر وہ اس خلاف شرع کام میں مبتلا ہو چکا ہے تو اپنے علاقہ میں کوآپریٹو سوسائٹی کھلوا کر اس سے لین دین رکھیگا تاکہ ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہو جائے اور رفتہ رفتہ سود کی لعنت سے بچ سکے اور اگر وہ ملازم ہے تو حتی الامکان مسلمانوں کے "پامال شدہ حقوق" انہیں دلوانے کی کوشش کریگا اور اگر ایسے مقدمات پیش آتے ہیں تو وہ مقدور بھر مسلمان وکیلوں کے پاس جائیگا اور ان مٹھی بھر مسلمان حکام کی عزت کی حفاظت کا ہمیشہ خیال رکھیگا۔ کہ جنہیں برادران وطن ہر طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اسلامی اخبارات کو مضبوط کرنیکی کوشش کرتا رہیگا اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں ہر ممکن طریقہ سے حصہ لیگا اور مسلمانوں میں صلح اور آشتی پھیلانے اور انمیں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفرقہ کے دور کرنیکی کوشش کرتا رہیگا۔ یہ وہ کام ہے جس کی اسلام کو اسوقت ضرورت ہے۔ اور یہ وہ قربانی ہے جس سے اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور یہ کام یقیناً لڑکر مرجانے سے ہزارہا درجے بڑھ کر مشکل ہے پنجاب کے ہر شہر میں جوش سے بڑھ بڑھ کر جان دینے والے آدمی ایک دن میں پیدا کیئے جا سکیں گے۔ لیکن اس قربانی کے لئے جو لمبی اور نہ ختم ہونے والی قربانی ہے بہت ہی کم اسوقت میسر آسکتے ہیں۔ لیکن اسلام کو فتح اسی طرح نصیب ہوگی اور اس سے غلبہ اسی طرح حاصل ہوگا۔ پس اس کی طرف توجہ کرو۔ اور خدا پر توکل کرکے اُٹھ کھڑے ہو۔ جو سُست ہیں انہیں ہوشیار کرو اور جو سوئے ہیں انہیں جگاؤ اور جو کمزور ہیں۔ انہیں سہارا دو۔ اور جو رُوٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں مناؤ اور خدا کی راہ میں ہر ایک ذِلّت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کہ عزّت وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور معزز وہی ہے جس کی قوم معزز ہو۔ یاد رہے کہ دنیا کی تمام دولتیں تمام عزّتیں آپ کو اسوقت تک حقیقی عزّت نہیں بخش سکتیں۔ جب تک کہ آپکی سب قوم معزز نہیں ہو جاتی ؛

توحید الٰہی

ہر ایک ایسا مذہب جس کا دعوٰی یہ ہو کہ وہ منجانب اللہ ہے اور اسکی تعلیم ایسی کامل تعلیم ہے کہ انسان اسپر عمل کرکے واصل باللہ اور محبوب الٰہی بن سکتا ہے۔ اسکے لئے لازمی اور ضروری امر یہ ہے کہ وہ مذہب خدا تعالٰی کی ذات کی نسبت ایسی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرے کہ جو اسکو ہر ایک عجیب اور نقص سے پاک اور منزّہ ٹھیراوے اور ہر ایک خوبی اور کمال سے متّصف۔ کیونکہ بغیر اس کے کوئی خدا خدا نہیں ہو سکتا اگر کوئی مذہب ایسے خدا کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتا تو وہ مذہب سچّا مذہب نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ ایک انسان بھی کوئی کتاب لکھتا ہے تو وہ اس بات کو ملحوظ رکھ لیتا ہے کہ اس کی تحریر میں کوئی نقص اسکی طرف منسوب نہ ہو سکے۔ تو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی مذہب واقعہ میں خدا تعالٰی کی طرف سے ہو اور پھر اسکی تعلیم میں خدا تعالٰی کی واحدانیت اسکی قدرت وجبروت اسکی عظمت وجلال کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ اسلام جس کا دعوٰی ہے تنزیل الکتاب لاریب فیہ من رب العٰلمین کہ قرآن کریم خدا تعالٰی کی طرف سے نازل کردہ کلام ہے اور جتنا بھی کوئی سوچیگا اور غور کریگا اس دعوٰی کی صداقت میں اسکے دل میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے فرمایا ہے فلا یتدبّرون القرآن کہ لوگ قرآن کریم میں تدبّر اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غور سے کام کیوں نہیں لیتے۔ پس غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو پیش کیا گیا ہے کوئی مذہبی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد و لم یولد۔ و لم یکن لہٗ کفوًا احد۔ تم اس بات کا اعلان کردو کہ خدا ایک ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ الصمد کہ خدا کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اسی کے محتاج ہیں ؏

خداتعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی واحد نہیں

جب ہم اس دعویٰ اور دلیل پر غور کرتے ہیں تو واقعہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو ایک ہو اور احتیاج سے پاک ہو۔ پس دنیا کی ہر ایک چیز کا مرکّب ہونا اور احتیاج سے خالی نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی مقتدر ہستی نے انکو ایسا پیدا کیا ہے تا اسکی وحدانیت اور اسکی صمدیت پر کوئی حرف نہ آئے چنانچہ فرمایا ہے ومن کل شیٴ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون کہ ہر ایک چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے جو کہ ایک دوسرے کے بغیر بالکل بیکار ہیں تا خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا تم کو یقین ہو دنیا کا ہر ایک ذرہ ایک جسم رکھتا ہے اور ایک روح جسم کا سہارا روح پر ہے اور روح کا سہارا جسم پر۔ روح جسم کے بغیر بیکار ہے اور جسم روح کے بغیر بیکار۔ تمام ذرات مع اپنی ارواح کے ملکر کام کرتے ہیں اور تمام اجسام و ارواح کے اجتماع سے کہیں جمادات اور اسکی مختلف اقسام تیار ہوتی ہیں اور کہیں مناسبت کے لحاظ سے ان کے اجتماع سے مختلف قسم کے نباتات کا جسم اور انکی روح تیار ہوتی ہے کہیں حیوانات کا جسم اور انکی روح تیار ہوتی ہے غرض ہر ایک صنف خواہ وہ جمادات ہو خواہ نباتات اور خواہ حیوانات ہر ایک کا جسم اربوں ارب ذرّات کے اجسام سے تیار ہوتا ہے اور چونکہ ہر ایک ذرّہ اپنے اندر ایک روح رکھتا اس لئے ہر ایک صنف کی روح بھی اربوں ارب ارواح کا نتیجہ اور خلاصہ ہے پس جس طرح ہر ایک صنف کی ارواح بھی مرکّب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم ایک چھپکلی کی دم کو کاٹتے ہیں تو اسکی بھی تقسیم ہو جاتی ہے کیونکہ کٹا ہوا حصّہ بھی حرکت کرتا رہتا ہے حالانکہ اس حصّہ کو کاٹکر بالکل الگ کر دیا جاتا ہے پس ہر ایک ذرّہ کا جسم اور روح سے مرکّب ہونا اور پھر ایک دوسرے کے لئے سہارا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی واحد ذات ہے جس نے اپنی وحدانیت کے قائم رکھنے کیلئے انکو مرکّب بنایا ہے نیز یہ کہ وہ ایک محتاج الیہ ذات ہے جس نے اپنی صمدیّت کے قائم رکھنے کیلئے ہر ایک ذرّے کو محتاج بنایا ہے۔ پس ہر ایک ذرّے کی احتیاج یہ بتلا رہی ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ ازلی ابدی اور خود بخود ہیں بلکہ خدا نے انکو پیدا کیا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے خلق کل شیٔ فقدرہٗ تقدیرا کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ایک چیز ایک حد کے اندر مقید کیگئی ہے پس ہر ایک ذرہ کا محدود۔ اور جسم اور روح سے مقید اور ایک دوسری کا محتاج ہونا اس لئے نہیں کہ وہ خدا کی طرح ازلی ابدی تھے اور خدا نے انکو ظلم کی راہ سے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں اور تا کہ ان کی یہ صورت خدا تعالیٰ کے واحد خالق علیم و قدیر ہونے کا ثبوت ٹھیرے لیکن آریہ مذہب ایک تو یہ غلطی کرتا ہے کہ تمام ذرات کو روح سے خالی قرار دیتا ہے حالانکہ کوئی ذرہ روح سے خالی نہیں اور ہر ایک ذرہ جوڑا جوڑا پیدا کیا گیا ہے اور وہ ایک مستقل روح رکھتا ہے اگر ہر ایک ذرہ کو روح نہ دیجاتی تو نہ انسانی اور حیوانی اجسام و ارواح پیدا ہوتیں۔ اور نہ نباتاتی اور جماداتی اجسام و ارواح پیدا ہوتیں اور اگر ایک دانہ خاک میں ڈالا جاتا تو ذرات ارضی اس میں کوئی تغیر پیدا نہ کر سکتے کیونکہ جسم بغیر روح کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ دوسرا نقص آریہ مذہب کے اس عقیدہ سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ارواح کا ذرات سے علیحدہ وجود قرار دیا جائے تو خدا تعالیٰ کی وحدانیت باطل ہوتی ہے اور اگر ہر ایک ذرے کو حقیقت کے مطابق مرکب تسلیم کیا جائے تو پھر ساتھ ہی لازماً تمام ذرات کا مخلوق ہونا بھی تسلیم کرنا پڑیگا اس لئے اسلام نے اس حقیقت کو پیش کیا ہے ؛

ہر ایک ذرہ مرکب ہے

ہر ایک چیز دنیا میں جوڑا پیدا کیگئی ہے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی واحد نہیں جسم کا جوڑا روح ہے اور روح کا جوڑا جسم پس کوئی ذرہ اس تزویج سے خالی نہیں اور اس تزویج کا نتیجہ ہے کہ کہیں انسانی اجسام و ارواح پیدا ہوتی ہیں کہیں حیوانی وغیرہ پس انسانی روح تو اربوں ارب ارواح کا مجموعہ ہے اسکے متعلق کہنا کہ یہ ازلی ابدی ہے سخت غلطی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے سخت مخالف ہے بلکہ اس عقیدہ کی رو سے خدا تعالےٰ کے علم اور اسکی قدرت میں بھی نقص تسلیم کرنا پڑتا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم بھی کامل ہو اور قدرت بھی کامل اور پھر وہ ذرات اور انکی ارواح کو پیدا نہ کر سکے۔ غرض قل ھو اللہ احد اللہ الصمد میں خدا تعالیٰ کی کامل وحدانیت کو پیش کر کے آریہ خیالات کی تردید کی گئی ہے۔

اسکے بعد ان خیالات کی تردید کیگئی ہے جو عیسائیوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے صریح خلاف ہیں چنانچہ فرمایا لم یلد ولم یولد کہ خدا ایک ہے کیونکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں کیونکہ بیٹا باپ کا مثیل ہوتا ہے انسان کا بیٹا انسان۔ حیوان کا بیٹا حیوان ہوتا ہے تو اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کا بھی بیٹا ہو تو وہ خدا ہونا چاہیئے اسلئے خدا تعالیٰ کے واسطے بیٹا تجویز کرنا اس کی وحدانیت کے بالکل منافی ہے اسلئے یہ عقیدہ بھی فاسد ہے اور ایسے مذہب کو جو اس عقیدہ کو خدا کی طرف سے بتلاتا ہے اسکو الٰہی مذہب نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح فرمایا و لم یولد کہ خدا ایک ہے کیونکہ اس کا کوئی باپ بھی نہیں کیونکہ یہ امر بھی اسکی وحدانیت کے خلاف ہے۔ جس طرح بیٹا باپ کا مثیل ہوتا ہے اسی طرح باپ بھی بیٹے کا مثیل ہوتا ہے۔ پس جس طرح اسکو بیٹا قرار دینے میں اسکی وحدانیت باطل ہوتی ہے اسی طرح اسکو باپ قرار دینے میں بھی اسکی وحدانیت باطل ہوتی ہے کیونکہ شیر کا بیٹا بھی شیر اور شیر باپ بھی شیر ہوتا ہے اس لئے خدا بیٹا بھی خدا اور خدا کا باپ بھی خدا تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور یہ امر اسکی وحدانیت کے خلاف ہے جسکی اسلام نے تردید کی ہے اسکے بعد فرمایا و لم یکن له کفوا احد کہ اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی گئی ہے کہ جو بعض انسانوں وغیرہ کو خدا کا شریک اور اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں یعنی وہ انکو خدا کا بیٹا یا باپ تو نہیں کہتے لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ترقی کرتے کرتے اب خدا بن گئے ہیں یا الٰہی صفات کے یہ وارث ہو گئے ہیں کہ جو الوہیت کے لئے مخصوص ہیں جیسا کہ علم اور قدرت سو اس خیال کی بھی اسلام نے تردید کی ہے کہ کوئی شخص بھی ترقی کرکے خدا کی ہمسری حاصل نہیں کر سکتا نہ اسکی ذات میں اور نہ اسکی صفات میں کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا کسی کو ہمسر قرار دیا جائے تو اس سے بھی اسکی وحدانیت قائم نہیں رہتی پس دیگر مذاہب کے لوگ اپنی مذہبی کتاب سے ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی کتاب سے ایسے عقائد پیش کرتے ہیں جو انکے پہلے دعویٰ کی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں اور یہ امر ان کتابوں کے منجانب اللہ ہونے کو یقیناً مشتبہ کرتا ہے۔ لیکن اسلام نے ان تمام خیالات کی تردید کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو اسکی ذات میں بھی اور اسکی صفات میں بھی ہر جگہ ملحوظ اور مدّ نظر رکھا ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ قرآن کریم واقعہ میں خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو اسکی طرف کسی نقص کو منسوب ہونے نہیں دیتا خاکسار حافظ ابجالحمد

ضروری بات

ہمارے احباب کو یہ بھولنا نہیں چاہیئے۔ کہ یورپ میں تبلیغ کے لئے ریویو انگریزی ہے اسکی خریداری اور توسیع اشاعت نہ صرف ہر انگریزی خوان پر واجب ہے بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی اپنے خرچ سے یورپ کے طالبان حق کے نام یہ رسالہ جاری کرانا چاہیئے قیمت سات روپے

ہندوستان کیلئے سن رائز ہے جو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کرتا ہے قیمت دو روپے سالانہ طلباء کے لئے ایک روپیہ۔

ناظم طبع و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسوۂ سیّد الانام

بجواب

محمدؐ صاحب از روئے اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

تفصیلی جواب

اِن پاکیزہ کلمات کو درج کرنے کے بعد مَیں اب اُس تفصیلی جواب کی طرف اپنی توجہ کو پھیرنا چاہتا ہوں۔ جس کا وعدہ مَیں اوراقِ گذشتہ میں بھی غالباً کر چکا ہوں اور جس کا لکھنا اور تحریر کرنا مَیں نفسِ مضمون کے لئے بھی نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ یعنی اُن دلائل وبراہین کی تردید اور ان کی تغلیط کرنا جن کو مصنّف رسالہ نے اپنے اِس زعم باطل کی تائید میں پیش کیا۔ کہ اہل عرب تو بڑے نیک و پاک تھے۔ شریف وپاکیزہ تھے۔ خدائے واحد کا علم رکھتے اور اُسکے احکام پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ اُسکی نواہی سے بچتے اور رضائے باری تعالیٰ حاصل کرنے کی سعی کرتے تھے۔ پھر ایسے حالات میں خدا کے رسول کی اُنہیں کونسی حاجت تھی اور اُسکے فرستادہ کی اُنہیں کیا ضرورت ؟

حج کعبہ کی اصلیّت

اس مقصد کی تائید میں سب سے پہلی دلیل جو اُنہوں نے درج رسالہ کی ہے۔ وہ اہل عرب کا حج کعبہ کرنا اور اُن کا ختنہ کروانا ہے۔ چنانچہ اِسی کو اُنہوں نے اپنے تمام ادّلہ سے بہترین دلیل سمجھتے ہوئے اَوروں پر مقدّم رکھا ہے۔ اور اِسی کو اپنا مایۂ نازِ ثبوت قرار دیتے ہوئے بعض مورخین کی عبارات سے بھی مضبوط کیا ہے۔ غرضکہ اسی محور کے گرد اُنکے تفکّرات چکّر لگاتے اور اِسی سبب کے باعث اُن کے تخیلات پراگندہ ہوتے ہیں۔ مَیں اس وقت یہ کوشش اور سعی کرونگا۔ کہ اُن کے حج کعبہ کی اصل حقیقت یا ختنہ وغیرہا رسوم کی اصلیّت آپ لوگوں کے ذہن نشین کراؤں۔ اور اِس طرح اُنکے اخذ کردہ نتیجہ کی بطالت کماحقّہٗ ثابت کروں۔ وباللہ التوفیق

اِفشائے راز

سب سے پہلے تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے۔ کہ جب بھی کسی واحد و متّحد امر میں دو مختلف انسانوں کا نقطۂ نگاہ متضاد و متغائر ہو تب کسی صورت و حالت میں بھی اُن دونو کے اخذ کردہ نتیجہ اور استنباط میں وحدت و یگانگت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور کبھی بھی وہ دونو کسی ایک قالب میں ڈھالے نہیں جا سکتے۔ بلکہ ہر حالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں وہ جدا رہتے اور ہر قیام اور ہر قعود پر وہ افتراق و انشقاق سے ہی حصہ لیتے ہیں مگر ہاں جب اپنے نقطۂ نگاہ میں متحد ہو جائیں۔ اور اپنے سابقہ تخیلات کے تتبع سے بچ جائیں تب بنظرِ حالاتِ ظاہریہ اُن کے متحد ہونے کی اور ان دونو کے ایک ہی راہ پر آنے کی امید ہوا کرتی ہے۔ مگر اس نقطۂ نگاہ کا آپسمیں مل جانا بھی صرف اُسی صورت میں ممکن ہوا کرتا ہے۔ جبکہ ہر دو فریق اپنے قلوب کو آمادہ تحقیقات کریں۔ اور اس امر پر مستعد۔ کہ جو بھی صحیح اور درست پتہ چلیگا اُسپر ہم آمنّا و صدقنا کہدینگے۔ چاہے ہمارے مخالف اور صریح خلاف ہی کیوں نہ نکلے۔ یعنی اپنے دلوں کی میل و کچیل کو وہ ہر حالت میں دُور کرنے اور ہٹانے کے لئے طیار رہتے ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوئی نفسانی کمزوری اپنے سدِّ راہ نہ پاتے ہوں۔

(۴) اور ختنہ کرواتے تھے اور وہ بقیہ رسوماتِ متذکرہ بالا پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ اس حج کعبہ کو۔ یا ختنہ وغیرہا رسومات کو ان کی کسی نیکی یا تقویٰ و طہارت کی جانب منسوب کرنا محض ایک غلط اور نادرست نقطۂ نگاہ پر اصرار اور اُس پر اَڑے رہنے کا نتیجہ ہے۔ ہمارے پادری صاحب کا نقطۂ نظر تو یہ ہے کہ چونکہ وہ حج کعبہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے وہ نیک و پاک تھے۔ اور ہمارا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ اُن کا حج کعبہ کرنا اُن کی نیکی پر دال نہیں۔ اُنکے تقویٰ کا ثبوت نہیں۔ اُنکی پارسائی کا مظہر نہیں۔ بلکہ اس بات کا اظہار اور اعلان کہ وہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے مذہب اور آپؑ کی تعلیم کے قائم مقام ہیں۔ خواہ اصلی طور پر۔ اور یا صرف اِسمی اور رسمی طور پر۔ ہاں اہلِ عرب کے اعمال کا نمونہ اور اُن کے افعال کا نقشہ میں اچھی طرح سے کھول چکا ہوں۔ مجھے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور نہ اُس کے دُہرانیکی حاجت۔ اُس کے پڑھنے سے ہر ایک شخص اُن کے اندرونہ پر اچھی طرح آگاہی حاصل کر سکتا ہے اور اُنکی نیکی یا تقویٰ و طہارت کا بخوبی مطالعہ کر سکتا ہے۔ مجھے یہاں صرف یہ کہنا ہے۔ کہ حج کعبہ کرنا اُنکی نیکی کا ہرگز ثبوت نہیں۔ اُنکی پاکیزگی کی ہرگز دلیل نہیں۔ بلکہ جس بات کا یہ ثبوت ہے اور جس امر کی یہ دلیل ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے۔ کہ اہلِ عرب عیسائیت کے قائم مقام نہیں۔ یہودیت کے قائم مقام نہیں۔ بلکہ ابراہیمی مذہب کے قائم مقام ہیں۔ جس مذہب کی لے دے کے اُن کے پاس صرف حج کعبہ یا چند اور باتیں رہ گئیں۔ اور وہ بھی صرف رسمی طور پر۔ نہ حقیقی اور اصلی طور پر۔

اب دیکھو کہ صرف نقطۂ نگاہ کی تفریق اور اسکی علیحدگی نے بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اور مفہوم اور مقصود میں کس طرح زمین اور آسمان کا فرق کر دکھایا۔ پس اب ہمارے لئے یہ ضروری اور لازمی ہوا۔ کہ ہم اپنے خیالاتِ سابقہ کو ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنے دلوں سے نکال کر اہلِ عرب پر بھی نگاہ ڈالیں۔ اور وہاں سے جو کچھ پتہ چلے۔ اُسے اپنے سینوں میں جگہ دیں اور اسی کو اپنے اذہان میں ٹھیرانے کی

(۴) اس میں شک نہیں کہ اہل عرب حج کعبہ کیا کرتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش اور سعی کریں۔

اہلِ عرب نیک و پاک تو نہ تھے۔ یہ سچی اور یقینی بات ہے۔ پھر یہ بھی سچی اور یقینی بات ہے کہ وہ اپنے آپکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا کرتے اور آپکے پیرو ہونے کا اِدّعا کیا کرتے تھے۔ پھر یہ بھی سچی اور یقینی بات ہے کہ حج کعبہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے شروع ہوا۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو جاری فرمایا۔ پس اب ہمارے لئے فیصلہ کی ایک نہایت ہی آسان راہ کھلی ہے۔ ایسی راہ کہ جسمیں شکوک و شبہات ہرگز ہمارے سدِّ راہ نہیں ہوسکتے اور وہ یہ کہ ہم حج کعبہ اُن کی کسی خوبی۔ یا نیکی کی طرف منسوب نہ کریں۔ بلکہ اُسے ابراہیمی مذہب کی یادگار قرار دیتے ہوئے اہلِ عرب کی ابتداء اور اصل پہچاننے کا ایک آلہ تصوّر کریں۔

ہمارا یہ کہنا کہ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب کا حج کعبہ کرنا یا اُن کا ختنہ کروالینا اُنکی کسی پاکیزگی یا نیکی اور تقویٰ کا ثبوت ہوگیا۔ محض ایک نادرست نقطۂ نگاہ پر پہنچ جانے کا نتیجہ ہے۔ وگرنہ صحیح اور درست نقطۂ نظر میں ابھی پیچھے لکھ چکا ہوں۔ یعنی یہ کہ اُن کے ایسے افعال اور اعمال اُنکی کسی پاکیزگی کے مظہر نہیں۔ تقویٰ کے ثبوت نہیں۔ نیکی پر دال نہیں۔ بلکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور آپ ہی کے مذہب کے قائم مقام اور متبع ہونے کے چند ظاہری نشانات اور علامات ہیں۔ اور جس طرح پاؤں کے نقوش کا تتبع کرتے ہوئے انسان دوسرے کے راستے کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح اہلِ عرب کا اصل راستہ اور اصلی مبدأ ہم اُن رسومات اور دیگر لوازمات کے ذریعہ سے پہچان سکتے ہیں۔ جن کا ذکر ہمارے پادری صاحب نے اپنی اسی دلیل میں کیا ہے۔ اور فی الواقع یہی درست اور صحیح نقطۂ نگاہ ہے۔

پادری فانڈر کی شہادت

اور عجیب بات تو یہ ہے کہ مرحوم پادری فانڈر صاحب نے جو کہ عیسائی قوم میں ایک ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتے تھے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کا صاف اقرار کیا ہے۔ کہ اور تو نہیں۔ مگر ختنہ کے بارے میں ایسا کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی ایک یادگار تھی۔ و بس۔ ایک صحیح اور درست امر ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"بیشک بعض مسلمان ابن اسحٰق کی طرح کہینگے۔ کہ یہ رسوم حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے چلی آتی تھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ختنہ کے باب میں یوں کہنا درست ہے لیکن دیگر رسوم مذکورہ بالا کے بارہ میں ایسا کہنا سچ ثابت نہیں۔" (میزان الحق مطبوعہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۲۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نیا اور مستقل دین ہے جو اپنے اندر خاص احکام اور قاعدے اور خاص اصول رکھتا ہے چنانچہ بعض فقرات اس فیصلہ کے یہ ہیں۔ کہ بہائیت ایک الگ دین ہے جسکے عقائد اور اصول اور احکام۔ دین اسلام کے عقائد اور اصول اور احکام کے ضد اور بالکل مخالف واقع ہیں جن کی وجہ سے نہ بہائی۔ مسلمان کہلا سکتا ہے اور نہ مسلمان بہائی۔ جیسا کہ ایک بدھ مذہب کے پیرو یا برہمو اور عیسائی کو مسلمان نہیں کہا سکتا اور نہ ایک مسلمان کو عیسائی یا برہمو یا بدھ مذہب کا پیرو"

بہائی لیڈر نے اپنے اس خط کی عبارت محولہ میں تسلیم کیا ہے کہ مصر کے محکمہ شرعیہ نے بہاء اللہ کی کتابوں کی بناء پر جو بہائیوں کو مرتد قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ بہائیوں کا دین۔ اسلامی دین سے بالکل علیحدہ ہے یہ بہاء اللہ کی کتابوں کے صحیح حوالہ جات پر مبنی ہے۔ اس لئے ہم تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہندوستان کے بعض بہائیوں کے اس دھوکا میں نہ آئیں کہ وہ اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس پردہ میں وہ دراصل مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں نہ فائدہ۔ اور یہ تو اس فرقہ کی عام عادت ہے کہ جس ملک اور جس قوم میں جاتے ہیں دھوکا دہی کے لئے اپنے آپکو ویسا ہی ظاہر کرتے ہیں +

بہائی خلیفہ کی طرف سے کتاب اقدس پر عمل کرنیکی تحریک

اور

بہائی فرقہ کی موجودہ اور آئندہ روش سے اس مذہب کا ابطال

سلسلہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل میں یہ بات بارہا لکھی جا چکی ہے کہ بہائی (بابی فرقہ) علی محمد باب کے زمانہ سے جس نے ایران میں ۱۲۶۰ھ ہجری میں اپنے بعض دعاوی کا اظہار کرنا شروع کیا تھا قرآن مجید کی اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی یہ عجیب حکمت ہے کہ نہ علی محمد باب بہائیوں کے مزعومہ مہدی اپنی خود ساختہ شریعت (البیان) کو دنیا میں جاری کر سکے اور نہ میرزا حسین علی بہاء۔ بلکہ جب شریعت بابیہ و بہائیہ دنیا میں جاری اور نافذ نہ ہو سکی اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا تو اس فرقہ نے اپنا یہ مسلک بنا لیا کہ کسی شخص کے بہائی ہونے کے لئے اپنے موجودہ مذہب کی کسی عبادت یا رسم وغیرہ میں تبدیلی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہر شخص اپنے پہلے مذہب پر رہ کر بہائی ہو سکتا ہے یہودی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب ختنہ کو چھوڑ کر پھر حج کعبہ والا مضمون لو۔ اُس کے متعلّق کوئی کہنے والا یہ بے شک کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم نے وہ تو سب کچھ مان لیا۔ جو آپ نے کہا۔ مگر کیا فی نفسہٖ اہلِ عرب کا حج کعبہ کرنا اُن کی کسی نیکی کا ثبوت نہیں۔ ۔ یا اُن کی قلبی کیفیات اور دلی خواہشات کا پورا انعکاس نہیں؟ اور کیا اُن کے حج کعبہ کا نظارہ دیکھنے والا شخص اُن کے متعلّق یہ رائے قائم نہیں کریگا۔ کہ یہ تو خدا کی محبت میں مخمور ہیں۔ اور اُس کی اُلفت میں چور۔ یقیناً جب بھی کوئی اُنہیں دیکھیگا کہ وہ دوڑتے ہیں۔ طواف کرتے اور چکر لگاتے ہیں۔ پھر عبادات کی بقیّہ تمام تفاصیل پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ تو وہ بلا کسی حجاب کے اُن کی پارسائی کا اقرار کرنیوالا ہوگا اور اُن کی نیکی اور تقویٰ و طہارت کا مُقر ہوگا۔ میں ایسے کہنے والے کو کہونگا۔ کہ فعل ایک ہی ہوتا ہے۔ اُس کے فاعل دو مختلف انسان ہوتے ہیں۔ ظاہر بین نگاہ اُن کے متعلّق یہی کچھ فیصلہ کرتی ہے۔ کہ اُن دونوں نے ایک ہی جیسا کام کیا ہے، مگر جب فیصلے کا وقت آتا ہے۔ تو ایک کو انعام دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو اُس نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایک کو عزّت و توقیر کے خطابات دیئے جاتے ہیں۔ اور دوسرے کو مختلف اقسام کی ملامتوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایک ترقی کرتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مگر دوسرا اُسی کام کو کرنے کے باعث قعرِ مذلت میں گرایا جاتا ہے۔ میں اسکی مثال خود بائیبل سے پیش کرنی چاہتا ہوں۔ وہاں یہ لکھا پایا جاتا ہے کہ:۔

"آدم اپنی جورو حوّا سے ہمبستر ہُوا۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔ اور قائن کو جنی۔ اور بولی کہ میں نے خداوند سے ایک مرد پایا۔ پھر اُس کے بھائی ہابل کو جنی۔ اور ہابل بھیڑ بکری کا چرواہا اور قائن کسان تھا۔ چند روز کے بعد یوں ہُوا کہ قائن اپنے کھیت کے حاصل میں سے خداوند کے واسطے ہدیہ لایا۔ اور ہابل بھی اپنی پلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اسکے ہدیہ کو قبول کیا۔ پر قائن کو اور اسکے ہدیہ کو قبول نہ کیا۔" (پیدائش ۴/۱-۵)

اب دو بھائی ہیں۔ اور وہ دونو ہی قربانی کرتے اور اپنی وسعت و طاقت کے مطابق خداوند کے حضور ہدیہ لاتے ہیں۔ مگر ایک کا ہدیہ قبول کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کا ہدیہ ردّ کر دیا جاتا ہے۔ ایک کو نہ صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تیرا ہدیہ ناقابلِ قبول ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تو بھی مردود ہے۔ اور دوسرے کی قربانی کو نہ صرف قبول کیا جاتا ہے۔ بلکہ خود اُس قربانی کرنیوالے ہابل کو منظورِ نظر ٹھیرایا جاتا ہے۔ ایک عزّت پاتا ہے۔ مگر دوسرا ذلیل کیا جاتا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ کونسا ایسا باعث تھا۔ کہ دو قربانیوں میں سے۔ جو ایک جیسی ہی تھیں۔ ایک قبول کی گئی۔ اور دوسری ردّ کر دی گئی۔ وجہ اُسکی وہی تھی۔ جو کہ خود خدا نے بیان فرمادی۔ یعنی یہ کہ:-

”اگر تو اچھا کرتا۔ تو کیا مقبول نہ ہوتا“ (۴ پیدائش ۷)

اب اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ اُس کی قربانی ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے کوئی غیر مناسب اور معمولی تھی۔ بلکہ اس کا یہی کچھ مطلب ہے۔ کہ قربانی تو کی۔ مگر اُس اخلاص کے ساتھ اور اُس محبّت کے ساتھ ہرگز نہیں کی۔ جس اخلاص اور جس محبّت کے ساتھ کرنی چاہیئے تھی۔ جب ایک انسان قربانی کرتا ہے۔ تو اُس کا ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ اگر مجھے قربان ہونے کا موقع ملا۔ تو مَیں اپنے جسم کے ہر ذرہ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر ڈالونگا۔ اور اگر مجھ سے جانی اور مالی۔ ذاتی اور قومی قربانی کا مطالبہ کیا جائیگا۔ تو مَیں اُسپر باوجود رکاوٹوں کے اور باوجود موانع کے انہیں چیرتا ہُوا خدائی آواز پر لبیک کہونگا۔ اب اِس اخلاص کے ساتھ۔ اور اِس ارادہ کے ساتھ اِس محبّت اور اِس درد کے ساتھ ہابل کے بھائی قائن نے ہرگز اپنے ہدیہ کو خدا کے حضور پیش نہ کیا۔ بلکہ اُسکا منشاء محض ظاہرداری۔ ریاء اور شہرت تھی۔ پس اُسکا ہدیہ ردّ کر دیا گیا۔ نہ صرف ہدیہ ہی کو۔ بلکہ خود اُسے خدائی تقرب سے ہٹا دیا گیا۔ اور اُسے کہا کہ ”اب تو زمین سے لعنتی ہُوا“ (پیدائش ۴) پس مَیں کہتا ہوں۔ کہ ہم نے کب کہا کہ اہلِ عرب حج کعبہ نہیں کیا کرتے تھے۔ ہم تو جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ وہ حج کعبہ کیا کرتے۔ مگر صرف اِسمی طور پر اور یا صرف رسمی طور پر۔ وہ یہی کہتے کہ ہم حج کعبہ کرتے ہیں۔ دیکھنے والا یہی کچھ دیکھتا کہ وہ حج کعبہ کر رہے ہیں۔ سُننے والا یہی کچھ سُنتا۔ کہ وہ حج کعبہ کیا کرتے ہیں۔ مگر باوجود اِسکے انکا حج کعبہ اُس اخلاص کو لئے ہوئے نہ تھا۔ اُس درد اور اُس محبّت الٰہی کو اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ جس اخلاص اور جس درد۔ اور جس محبّت الٰہی کا پیدا کرنا ہر انسان کے لئے اپنے حج کے اندر ضروری اور لازمی ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی شخص بھی باوجود طواف کرنے کے اور باوجود دوڑنے اور سعی کرنے کے اور باوجود بقیہ احکام پر عمل پیرا ہونیکے ایک رائی برابر بھی ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اُسکی عبادت اُسکے مُنہ پر ماری جاتی ہے اور اُسے درگاہِ ایزدی سے اور زیادہ دھکیلنے والی ہو جاتی ہے۔ مَیں مانتا ہوں۔ وہ طواف کیا کرتے تھے۔ مگر اُن کا طواف صرف چکّر کہلانے کا مستحق تھا۔ وہ عبادتِ الٰہی بھی اپنے خیال میں کیا کرتے تھے۔ مگر اُن کی عبادتیں محض ٹکّریں کہلانے کا استحقاق رکھتی تھیں۔ اُن کے دل خدائی خشیت سے اور اُس کی گداز کر دینے والی محبّت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے۔ وہ اُس طوطے کی طرح اپنی حالت رکھتے تھے۔ جسے یہ انگریزی فقرہ سکھلا دیا گیا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

No doubt about it

پس ہمیں یہ نہیں دیکھنا کہ آیا وہ تیز دوڑتے تھے یا آہستہ ہم قلبی کیفیات اور دلی خیالات کا نقشہ اپنے ذہنوں میں جمانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے حج کعبہ کر کے خدائی محبّت میں کہاں تک ترقی کی۔ اور اگر وہ حج کعبہ بالفرض اُسی دل کے ساتھ اور اُسی درد کے ساتھ کیا کرتے تھے جس درد کا پیدا کرنا ہر مومن کیلئے واجب اور ضروری ہے۔ تو پھر میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں انکے دل اندر سے کورے کے کورے رہے۔ اور کیوں انکے اندر ڈاکہ اور چوری۔ زنا اور شراب جُوا اور قتل۔ لالچ اور حرص۔ اور دوسری تمام کی تمام برائیاں جو میں واضح طور پر گذشتہ اوراق میں لکھ چکا ہوں اُسی طرح قائم رہیں۔ کیا ممکن ہے کہ کپڑا دھویا جائے۔ صابن سے صاف کیا جائے۔ پھر میلا اور کچیلا ہی رہے۔ کیا ممکن ہے کہ غسل باقاعدہ کیا جائے۔ ہر روز نئے کپڑے اور نیا لباس بدلا جائے۔ خوشبوئیں اور عطریات لگائے جائیں۔ مگر جب ایسا شخص کسی کے پاس کھڑا ہونے لگے تو دوسرا جھٹ کہہ اُٹھے کہ جناب ذرا لا دور ا مجھ سے پرے رہیئے۔ آپ سے تو بہت بُو آرہی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کس طرح اگر وہ حج کعبہ اُسی نہج پر کیا کرتے جس طرز پر حج کعبہ کرنا ضروری تھا۔ تو پھر وہ اتنی بڑی نیکی کا کام کرتے ہوئے بھی بدچلن اور بدمعاش ہی رہتے۔ ناواجب و ناروا افعال پر ہر دم کاربند رہتے۔ اس سے تو ظاہر و واضح ہو رہا ہے کہ وہ محض عادت کے طور پر۔ محض رسم کے طور پر۔ محض آباؤ اجداد کی تقلید اور اتباع میں۔ محض دکھاوے اور محض شہرت کیلئے۔ محض ریا اور محض ظاہر داری کے لئے ایسا کچھ کرتے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جو اِن ارادوں اور اِن خواہشات کے ساتھ حج کعبہ کرتا رہے۔ اُسے کوئی بھی عقلمند یہ کہہ سکے۔ کہ یہ صاحب تو بہت بڑی نیکی اور ثواب کا کام کر رہے ہیں۔ پس اہلِ عرب کے بھی کچھ ارادے تھے۔ اور انکی تمامتر قلبی کیفیات بھی کچھ تھیں۔ اور اسی اثر کے ماتحت وہ دوڑتے اور طواف کرتے۔ چکر لگاتے اور رسمی طور پر حج کعبہ کرتے تھے۔ وگرنہ اُنکے دل خدا سے دور ہو چکے تھے۔ اور خدا اُن سے دور۔ اب وہ اُس شخص کی مانند تھے۔ جو پانی پیتا ہے۔ مگر اُسے پھر بھی پیاس لگتی ہے۔ پانی پر پانی پیتا ہے۔ مگر اُسکی پیاس نہیں بجھتی۔ یا اُس شخص کی مانند تھے جو کھانے پر کھانا کھاتا ہے مگر اُس کی بھوک نہیں جاتی۔ اور روٹیوں پر روٹیاں ہضم کر جاتا ہے۔ مگر ابھی کہتا ہے ہائے میں بھوکا۔ اہلِ عرب کے دل مریض ہو چکے تھے اور قلب میں بیماری لگ گئی تھی۔ انہیں استسقاء اور جوع البقر جیسی امراض نے عالمِ روحانی میں آگھیرا تھا۔ وہ حج کعبہ کرتے۔ مگر اُنکے دل خدا سے دور رہتے۔ خدا کی محبّت سے ناآشنا اور اُسکے فضل سے جدا رہتے۔ غرض کہ اُنکا حج کعبہ کرنا اور یا نہ کرنا اُنکے لئے ہر طرح برابر تھا۔ بلکہ اُنکی روحانیت کیلئے بعض وجوہات سے زیادہ نقصان دِہ اور ایسے حج کعبہ کو کسی صورت میں بھی اُنکی نیکی یا تقویٰ و طہارت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا ؀ (باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حرمت وحلت تصاویر پر نظر

معترضین نے جہاں اور کئی اعتراضات سیدنا حضرت احمد علیہ السلام پر کئے ہیں۔ وہاں ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ احادیث نبویہ میں تصاویر کے بارہ میں آیا ہے۔ کہ:۔

(۱) لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلبٌ ولا تصاویر۔

(۲) اشد الناس عذاباً عند اللّٰہ المصورون۔

(۳) کل مصور فی النار۔

یعنی جس گھر میں تصاویر یا کتے ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوا کرتے۔ تصویر بنانے والے سب لوگوں سے زیادہ عذاب خدا تعالےٰ کے ہاں پاویں گے۔ اور ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جاوے گا۔

ہمارا جواب

ہر عمل نیت پر موقوف ہی

جن احادیث نبویہ میں حلت و حرمت تصاویر کا ذکر ہے۔ وہاں صحیح بخاری کی سب سے پہلی حدیث یہ بھی درج ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات ہر عمل موقوف ہے نیت پر۔ اگر ایک شخص کی غرض تصویر بنانے یا کتے پالنے سے بُری ہے ویسی سزا پائیگا اور اگر نیت نیک ہے اور نیک ارادہ سے تصویر بنائے یا کُتے پالے تو ویسا ثواب اور اجر پاوے گا۔ مثلاً قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہے۔ کہ شکار کے واسطے کُتے پالنا یا حفاظت جان و مال کے واسطے رکھنا جائز ہے اور منع نہیں۔ بلکہ تجربہ اور مشاہدہ نے بہت سارے امور کے واسطے کتّوں کو مفید ثابت کیا ہے۔ تب ہم کس طرح قرآن اور احادیث اور تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک قسم کا کُتا ہر حالت میں پالنا حرام ہے۔ ہاں جن احادیث میں حرمت کا ذکر ہے۔ انکی صحت کی خاطر اس قدر کہہ دیتے ہیں۔ بعض حالات میں کُتے رکھنا یا جیسا کہ اہل یورپ نے ایک شغل بنا رکھا ہے۔ ایک مومن کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ بعض صورتوں میں کُتے رکھنا یا کثرت سے رکھنا یا ان کے پالنے کو شغل بنا لینا لغویات میں سے ایک حرکت ہے جو مومن کی شان سے بسبب انھم عن اللغو معرضون بعید ہے۔ اور بموجب حدیث نبوی حرام ہے۔ اگر کُتے کا پالنا بہرکیف حرام قطعی ہوتا۔ جیسا کہ زنا اور جھوٹ اور چوری کسی صورت میں جائز نہیں۔ تو سورہ الکہف میں خدا تعالےٰ کیوں بار بار اصحاب کہف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے پاک موحد مومن گروہ کے ساتھ کُتّے کا ذکر کرتا۔ کہ اس کے ساتھ ایک ساتھی کُتا بھی موجود تھا۔ وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید۔ آیت ۱۸۔ حالانکہ کُتا پالنا بموجب ان احادیث کے مومن کی شان کے شایاں نہیں۔ پس ان احادیث نبوی کی غرض بعض حالات میں حرمت کا ذکر ہے۔ پس ایسا ہی تصاویر بھی فی نفسہٖ حرام قطعی نہیں۔ بلکہ کسی خاص وجہ اور سبب کے ماتحت حرام ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تصاویر کا وجود محض بطور شغل اور لغویات ہو یا بت پرستی اور شہوت پرستی کی غرض سے ہو۔ یا صاحب تصویر کی تصویر سے شرک کیا جائے اور تعظیم اور تکریم ہو۔ اور اس کی عبادت اور اس سے استعانت کی جاوے۔ پس اس صورت میں بموجب ان احادیث کے تصاویر واقعی حرام ہیں۔ لیکن اگر تصویر سے غرض (۱) محض کوئی تاریخی واقعہ محفوظ رکھنا ہو۔ (۲) یا بعض علوم ضروریہ کی اشاعت اور تعلیم غرض ہو۔ مثلاً علم الابدان یا علم النفس یا علم الحیوانات۔ علم النباتات۔ علم زراعت۔ علم آلات الحرب۔ علم العمارات۔ علم النجوم۔ علم حقائق الاشیاء وغیرہ تو ایسی صورت میں جائز کیا بلکہ ثواب ہے۔ آخر خود خدا تعالےٰ کا ایک نام المصوّر ہے۔ اور ھو الذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشاء اس کا فعل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے عظیم الشان نبی نے بعض ضروریات کے ماتحت تصاویر اور تماثیل بنوائے۔ جیسا کہ اس کے انجینروں کے بارہ میں لکھا ہے۔ کہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب۔ سورہ السباء آیت ۱۲۔ پس اگر تصویر اور تمثال بنانا قطعی حرام ہوتا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام ایسے حرام قطعی کے مرتکب کیوں ہوتے۔ مگر یہ خوب واضح رہے۔ کہ ہر ایک نبی مومنین کا سردار اول المومنین ہوتا ہے۔ اور اس کا دل خدا تعالےٰ کا عرش ہوتا ہے۔ اور شرک اور بُت پرستی کی گندگی کی بدبو اس کی تیز قوت شامہ روحانیہ سے کھوکھا میلوں دُور ہوتی ہے۔ پس ایسی صورت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فعل میں شرک کی کوئی وجہ موجود نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے ان کا یہ فعل جائز تھا۔

اقسام حرمت یاد رہے۔ کہ حرام دو قسم کے ہیں۔ ایک حرام قطعی ہوتا ہے۔ اور ایک حرام عارضی حرام قطعی مثلاً زنا۔ خون ناحق۔ چوری۔ ڈاکہ۔ کذب۔ افترا۔ بہتان۔ شرک

ع ۱؎ ہمارے امام حضرت احمد علیہ السلام کو بھی سلیمان کہا گیا ہے۔ پس جب وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ یعنی جمیع انبیاء کے بروز ہیں۔ تو ان کا یہ فعل بسبب مثیل سلیمان ہونے کے کیونکر ناجائز قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ جبکہ سلیمان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ملک۔ ہر قوم۔ ہر مذہب۔ ہر زمانہ میں حرام اور قطعی حرام ہیں۔ اور کسی نبی کے مذہب میں کبھی جائز نہیں ہوئے۔ مگر حرام عارضی مثلاً سونے کا استعمال۔ ریشمی لباس کا استعمال۔ تصویر بنانا۔ کتے پالنا۔ بعض حالات میں جائز ہیں۔ اور بعض حالات میں ناجائز ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ اُحِلَّ الذھب والحریر لاناث امتی وحرم علیٰ ذکورھا۔ یعنی مردوں پر دونو سونا اور ریشم حرام ہے۔ مگر عورتوں کے واسطے ان کا استعمال حلال ہے۔ پس اگر یہ دونوں اشیاء حرام قطعی ہوں۔ تو عورتوں کے واسطے کب حلال ہوسکتے ہیں۔ لہذا مردوں کے واسطے حرمت بھی بعض حالات کے ماتحت ہے۔ ورنہ قرآن کریم میں ہے کہ اہل جنت کو جنت میں سونے اور چاندی کے برتن دیئے جائیں گے۔ اور ریشمی لباس دیا جاویگا۔ چنانچہ یہ آیات ہیں۔

(۱) یطاف علیھم بصحاف من ذھب (سورہ الزخرف)

(۲) یحلون فیھا من اساور من ذھب (سورہ کہف حج وملائکہ)

(۳) ولباسھم فیھا حریر۔ سورۃ الحج)

(۴) جزیناھم بما صبروا جنۃً وحریراً (سورہ القیامت)

پس اگر یہ امور حرام قطعی ہوں۔ تو جنت میں کیسے جائز ہو جائیں۔ کیا حرام قطعی کا جنت میں جواز موجود ہے ہرگز نہیں۔ نیز حضرت عمر نے ایک صحابی کو سونے کے کنگن پہنائے اگر حرام قطعی ہوتا تو حضرت عمر جیسے عظیم الشان خلیفۃ الرسول کب ان کے جواز کا فتویٰ دیتے۔ خواہ ایک منٹ کے واسطے ہو۔ لہذا یہ حرام عارضی ہیں اور بعض اسباب اور حالات کے ماتحت ناجائز اور حرام ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اسباب موجود نہ ہوں تو پھر حلال اور جائز ہوتے ہیں۔ یہی حکم کتے اور تصاویر کے بارہ میں ہے ٭

تصویر کی حرمت اگر تصویر اور بت کے بنانے سے غرض شرک ہو۔ تعظیم لغیر اللہ ہو۔ اس سے استعانت مراد ہو۔ اہل فرانس کی طرح ننگی اور برہنہ تصاویر بنا کر قویٰ شہوانی کا بھڑکانا مدنظر ہو یا طوائف یا بدچلن لوگوں کی تصاویر ہوں۔ یا محض تضیع اوقات اور لغویات ہوں۔ تو حرام اور ناجائز ہیں۔ اور حرمت کی احادیث کا یہی منشا ہے۔ مگر حضرت احمد علیہ السلام کی تصویر میں یہ کوئی غرض مدنظر نہیں ٭

تصویر کی حلت اگر تصویر سے غرض اور نیت نیک ہو۔ جس سے بعض علوم ضروریہ کی اشاعت ہو۔ یا علم قیافہ ہو یا اشاعت اسلام اور تبلیغ ہو یا کوئی دوسرا مفید امر مدنظر ہو۔ تب تو جائز اور ثواب ہے ٭

سیدنا حضرت محمد صلعم اور کعبہ آنحضرت نے کعبہ کے بت توڑے اور بعض حالات میں پردوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تکیوں اور چادروں پر تصاویر کو منع کیا۔ اس وقت اہل عرب کے بُت تازہ توڑے گئے تھے۔ اور احتیاط مد نظر تھی۔ کہ کہیں شرک کی تازہ بجھی ہوئی آگ دوبارہ نہ بھڑک اٹھے۔ ورنہ حاشا وکلا ہرگز آنحضرتؐ سے توقع نہیں ہو سکتی کہ تصاویر اور بتوں سے ڈریں۔ حالانکہ یہ سب لا تنفع و لا تضر ہیں۔ بلکہ اجتنبوا الرجس من الاوثان مد نظر تھا۔ کیونکہ الرجس سے مراد شرک ہے۔ پس بتوں سے دشمنی نہیں۔ بلکہ بتوں سے جب شرک پیدا ہو۔ تو اس شرک سے جان بچانا مومن کا کام ہے ؛

حضرت عمرؓ اور بیت المقدس

کتب تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ جب بیت المقدس فتح ہؤا۔ اور حضرت عمرؓ فاتح ارض مقدس شہر یروشلم میں داخل ہوئے۔ تو بیت المقدس اور بعض مقدس مقامات میں حضرت مسیح ناصری اور حضرت مریم اور بعض حواریان مسیح کے بُت اور مجسمے موجود تھے۔ جن کی بعض عیسائی عبادت کرتے۔ اصحاب الرسول نے ارادہ کیا۔ کہ ان مجسموں اور بتوں کو توڑ ڈالیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے منع کر دیا۔ اور فرمایا۔ جن حالات میں سیدنا حضرت محمد صلعم نے کعبۃ اللہ کے بُت توڑے ہیں وہ حالات اور تھے۔ اور یہ حالات اور ہیں۔ جب ہم کفار سے جزیہ لینگے تو ان کے بُت کیوں توڑیں۔ لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہے۔ اور اب ان کے بتوں سے کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ ہم خدا کے فضل سے موحد ہیں۔ اگر بُت کوئی سانپ یا بچھو کی طرح کاٹنے والی چیزیں ہوتیں تو حضرت عمرؓ کب ان کو سلامت چھوڑتے۔ پس بت یا تصویر بذاتہ کوئی مضر اور نقصان دہ چیز نہیں ؛

ہمارے زمانہ کے علماء اور بُت

ہمارے زمانہ کے معترضین علماء سیدنا حضرت احمد علیہ السلام کی تصویر پر تو معترض ہیں۔ (۱) ملکہ وکٹوریہ اور ملک معظم ایڈورڈ قیصر ہند جارج خامس کے بُت جو پونڈوں۔ روپیوں اور پیسوں اور نوٹوں پر موجود ہیں۔ نہایت سنبھال سنبھال کر حفاظت سے رکھتے ہیں اور جیبوں میں ڈال کر ان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور مسجدوں میں ساتھ لے جاتے ہیں ؛ (۲) پھر جبکہ وہ بظاہر اللہ اکبر کہکر اور سینہ پر ہاتھ باندھ کر خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے دل اور دماغ پر ان بتوں اور تصاویر والی اشیاء کی محبت کا سودا ابھرا ہوتا ہے۔ پھر بھی لوگ حضرت احمد علیہ السلام پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ نبی اور اس کی جماعت کا دل خدائے واحد لاشریک کا عرش ہوتا ہے۔ اور علماء سوء کا دل ان بتوں کی محبت کی نجاست سے بھر پور ؛

علم تصویر کے فوائد

زمانہ حال میں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے۔ کہ علم تصویر سے کس قدر فوائد دنیا کو حاصل ہو رہے ہیں۔ ذرا ان علوم اور کتب کا مطالعہ کرو۔ یہ تصاویر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہیں۔ کہ اس سے علم النفس و علم الابدان، علم حقائق الاشیاء، علم الجاحیت وغیرہ میں کس قدر ترقی ہوئی

(۱) جو لوگ دور دراز ملکوں کو خود کئی وجوہ سے نہیں جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس زاد راہ نہیں اگر زاد راہ ہے تو وقت نہیں۔ اگر وقت ہے تو کوئی دوسرے امور مانع ہیں۔ بہر حال وہ اصلی اشیاء مثلاً پشاوری... جا کر سمندر دیکھ نہیں سکتے نہ جہازوں کا معائنہ کر سکتے ہیں نہ امریکہ اور یورپ کی بعض عمارات یا حیوانات یا آلات حرب دیکھ سکتے ہیں مگر گھر بیٹھے بذریعہ تصاویر سب کچھ کر سکتے ہیں۔

(۲) علم جراحت میں بہت امراض یا علامات کی تصاویر دکھائی جاتی ہیں۔ بدن سے مختلف حالات اور اعضاء کی تصاویر دکھاتے ہیں جو ایک نظر سے آسانی سے سمجھ آ جاتی ہے۔ جو بلا تصویر دکھانے کے لمبی چوڑی تحریر یا تقریر سے بھی بمشکل سمجھ آ سکتی ہیں۔

(۳) زراعت میں درخت اور ان کے امراض، پھل اور پھول اور ان کو نقصان رساں کیڑوں کی تصاویر دکھاتے ہیں۔ جن کا اکثر ایک مدرسہ یا شہر میں جمع اور مہیا کرنا محال ہوتا ہے۔ صرف تصاویر کے ذریعہ سے دکھا دیتے ہیں۔

(۴) محکمہ تفتیش مجرمین نے قاتلوں کا پتہ مقتولوں کی آنکھوں سے عکس اتارنے پر لگایا ہے۔ کیونکہ مقتول کی آنکھ میں قاتل کی تصویر جم گئی ہوتی ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ نے کس قدر ان تصاویر کو مفید ثابت کیا ہے۔ پس ایسے ثابت شدہ فوائد کو اگر اسلام یا دوسرا کوئی مذہب منع کر دے اور روک دے۔ تو ایک سمجھدار انسان کب ایسی ممانعت کو معقول اور مدلل یقین کرے گا۔ بلکہ اس مذہب سے ہی دل برداشتہ ہو جائے گا۔

(۵) ایسا ہی بلاد غربیہ میں اشاعت اور اس کے کام کو مفید اور با اثر بنانے کے واسطے ہر مسلم فرد یا جماعت نو مسلمین اور مساجد اور طرز عبادت کے فوٹو کس قدر مفید ہو رہے ہیں۔ یہ امر وہی لوگ جانتے ہیں جو ممالک غربیہ میں اشاعت و تبلیغ کر رہے ہیں۔ مگر جو علماء مینڈک کے کوؤں کی طرح اپنی مساجد اور حلقہ امامیت تک محدود ہیں۔ وہ اس کے فوائد کا صحیح اندازہ کب لگا سکتے ہیں۔

تصویر مسیح سے غرض

حضرت احمد علیہ السلام کی تصویر کی اجازت دینے کی غرض صرف اس قدر تھی۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت احمد کو خود نہیں دیکھا یا دیکھ سکے۔ وہ حضرت احمد کی تصویر دیکھ کر علم قیافہ کے ذریعہ سے اندازہ لگا سکیں۔ کہ اس عمر اور شکل وضع اور خط و خال کا انسان کاذب اور مفتری علی اللہ ہو سکتا ہے؟ چونکہ علم قیافہ ایک مفید ثابت شدہ علم ہے اس واسطے اس سے ایک مفید غرض لی گئی ہے۔ رہا کسی بیمار دل کا اس سے برا نتیجہ نکالنا یہ اس غلطی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا فعل ہے۔ حضرت احمد علیہ السلام اس کے واسطے کیسے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ یہی حکم ان دوسری تصاویر کے بارہ میں ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح یا کسی عالم و مبلغ سلسلہ کی لگائی جاتی ہے۔ یا ایک تاریخی واقعہ کو محفوظ کیا جاتا ہے اور بس ؛

ایک وجدانی سوال

ہم معترضین کو خدا کا واسطہ دیکر پوچھتے ہیں۔ کہ خدا کو گواہ کر کے بتائیں۔ اگر یہ عکس اور تصویر کا انتظام جو آج کل ہے۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں ہوتا۔ اور ان کی تصاویر لی جاتیں۔ اور آج محفوظ ہوتیں۔ تو باوجود ان احادیث کے ہونے کے آپ کا دل ان بزرگوں کے مبارک چہروں کو ایک نظر دیکھنا چاہتا یا نہ۔ اگر چاہتا تو اس فطری تقاضا کو پورا کرنے کے واسطے یہ تصاویر اتاری گئی ہیں۔ اگر نہیں تو اپنے ایمانوں کا فکر کرو۔ جبکہ آپ سیدنا حضرت محمدؐ اور اصحاب کرام جیسے عظیم الشان انسانوں کی صورت دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے۔ تو آپ مسلمان کیسے ہیں۔ یہاں یہ امر خارج از بحث ہے۔ کہ ان تصاویر میں تعظیم لغیر اللہ اور شرک کا سوال پیدا کیا جاوے۔ کیونکہ یہ بات ہماری بحث سے خارج ہے۔ اور اگر آپ کا دل خود خواہاں ہے۔ مگر یہ ذرائع اس وقت تک نہ تھے۔ تو جس قوم کے نزدیک حضرت احمدؐ وہ مبارک وجود ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کا امام اور نبی بنا کر بھیجا ہے اور امت محمدیہ میں جمیع آئمہ سے افضل اور بروز محمدؐ اور مثیل انبیا ہے۔ امام مہدی آخر زمان ہے۔ مسیح موعود ہے۔ کیا اس کو خود یا اس کی تصویر کو ایک نظر دیکھنا محض اسواسطے کہ وہ کیسا انسان تھا اور کیا شکل و شباہت تھی کیوں حرام قرار پایا۔ خدارا انصاف کرو۔ رہا شرک۔ تو کون احمدی ہے جو ان تصاویر کی عبادت کرتا یا ان کو چومتا یا ان سے استعانت طلب کرتا ہے۔ اگر نہیں اور ایک بھی نہیں۔ تو پھر اعتراض کیسا ؟

تاجر کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے:۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔ سچا تاجر جو امانت دار ہو۔ انبیاء اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا خیال فرمایئے کیا مراتب ہیں جو سچے اور امانت گزار کو بخشے گئے ہیں ؛

دوسری حدیث شریف میں فرماتے ہیں:۔ التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامہ سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا ؛

تیسری حدیث شریف میں فرمایا جاتا ہے۔ اوّل من یدخل الجنۃ التاجر الصدوق جنت میں سب سے پہلے سچا تاجر داخل ہوگا۔ دیکھئے سچی تجارت نے کیا کیا نعمتیں عطا کیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلمہ گوؤں میں اشتراک عمل کی تجویز

مختلف فرقے اور جماعتیں اپنی موجودہ حالت میں کن اصولوں پر کوئی مشترکہ پروگرام اختیار کر سکتی ہیں۔ اس کا مختصر جواب یہی ہے۔ کہ جب تک مسلمان اس امر کی کوشش ترک نہ کرینگے۔ کہ ہماری صلح تبھی ہو سکتی ہے۔ جب کہ ایک دوسرے کو کافر کہنا چھوڑ دیا جائے۔ اس وقت تک اشتراک عمل نہیں ہو سکتا۔ کفر و اسلام کی تعریف ایک مذہبی عقیدہ ہے۔ اور مذہبی نقطہ نگاہ سے ہم اس کے متعلق خواہ کس قدر بھی زور دیں۔ سیاسی نقطہ نگاہ سے اس پر اتحاد کی بنیاد نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ کسی کو کافر کہنا خواہ کیسا ہی برا ہو مگر جو شخص ایک مذہب کی ایک تعریف سمجھتا ہے۔ اس سے اس کو ہٹانا ایک دو دن کا کام نہیں۔ دس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے اس امر کے متعلق کوشش ہو رہی ہے۔ لیکن ہنوز روز اوّل ہے صلح کی بنیاد اس امر پر رکھی جا سکتی ہے۔ کہ عقیدۃً خواہ کسی کو کافر کہو۔ لیکن ان امور میں جن میں ہمارے فوائد مشترک ہیں ہمیں تعاون سے کام لینا چاہیئے۔ اور جو معاملہ ان لوگوں سے ہے۔ جو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ اور اسلام کے نام سے ان کو چڑ ہے۔ اس میں ہم سب کو جو مسلمان کہلاتے ہیں ایک ہو جانا چاہیئے۔ مسیحیوں نے بھی وہی غلطی کی تھی۔ جو آج ہم کر رہے ہیں۔ اور صلح کے لئے یہ شرط قرار دی تھی۔ کہ تمام مسیحی ایسے نقطہ پر آجائیں کہ وہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہیں۔ لیکن بار بار کی کوشش ناکام رہی۔ آخر وہ تین سال سے وہ اس امر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ جو کچھ چاہو ایک دوسرے کو کہو۔ لیکن غیر مسیحیوں کے مقابلہ میں ایک جاؤ۔ اور اس میں ان کو بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ پس میرے نزدیک اس نقطہ پر مسلمان آسانی سے جمع ہو سکتے ہیں۔ کہ آپس میں انہیں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو جس وقت ان لوگوں سے ان کا مقابلہ ہو۔ جو قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ ان کو ایک ہو جانا چاہیئے۔ خواہ دینی امور ہوں خواہ دنیوی اور اس فیصلہ کے بعد مشترک طریق عمل پر تجویز کرنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اگر مختلف فرق اسلام اس امر کو اپنے ذہن نشین کر لیں۔ کہ وہ خواہ کسی کو کافر سمجھیں لیکن ساتھ ہی یہ موٹی اور ظاہر بات بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کی آخری شریعت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شریعت کا لانے والا نبی اور آپ کو ہمیشہ کے لئے راہنما سمجھنے والا کافر اس کافر سے بدرجہا بہتر ہے جو قرآن کریم کو جھوٹا یا منسوخ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب یا آپ کی نبوت کو ختم قرار دیتا ہے۔ یہ تبدیلی مسلمانوں کی ذہنیت میں ادنیٰ کوشش سے پیدا کی جا سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی بنا رہے۔ عیسائی عیسائی بنا رہے۔ ہندو ہندو رہے۔ سکھ سکھ رہے۔ اگر کوئی پارسی (آتش پرست) ہے تو وہ اپنے مذہب پر رہے۔ غرض ہر مذہب والا اپنے موجودہ مذہب میں رہ کر بہائی ہو سکتا ہے صرف بہاء اللہ کی اس اخلاقی تعلیم کا ماننا کافی ہے جو بہاء اللہ کی طرف سے بہائی لوگ پیش کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی تصنیفات میں پہلے سے موجود ہے اور یہ وہ خود ساختہ مسلک ہے کہ جس سے تمام مذاہب باطلہ ومذاہب حقّہ کی تمیز اٹھا دی گئی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس قدر انبیاء علیہم السلام ابتدائے خلقت سے لیکر آنحضرت صلعم تک وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر دنیا میں تشریف لاتے رہے اور اپنے اپنے زمانہ میں صرف مذہب حق کی پیروی کی تعلیم اور تلقین کرتے رہے ہیں یہ بالکل ایک فعل عبث تھا۔ بہائی فرقہ کے اس مسلک کے ثبوت میں بہت سے حوالہ جات پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ میں نے ایک کتاب "عبد البہاء والبہائیۃ" دیکھی ہے جو ایک مصری بہائی سلیم قبعین نام نے مصر میں ۱۹۲۲ء میں چھپوائی ہے اس کے صفحہ ۱۰۶ میں لکھا ہے:۔

"لَا یَعْتَبِرُوْنَ الْبَهَائِیَّةَ دِیْنًا جَدِیْدًا اَوْ مَذْهَبًا مُسْتَقِلًّا بَلْ فَلْسَفَةٌ اِجْتِمَاعِیَّةٌ تَقْضِیْ بِوُجُوْبِ الْاِخَاءِ وَالسَّلَامِ وَتُعَلِّمُ وَحْدَةَ الْجِنْسِ الْبَشَرِیِّ وَوَحْدَةَ اُصُوْلِ الْاَدْیَانِ فَالْمَسِیْحِیُّ مِنْهُمْ مَسِیْحِیٌّ وَالْیَهُوْدِیُّ یَهُوْدِیٌّ وَالْکُلُّ تَجْمَعُهُمْ رَابِطَةُ الْبَهَآءِ" کہ بہائیت کو بہائی لوگ کوئی نیا دین یا مستقل مذہب نہیں سمجھتے بلکہ بہائیت آپس میں مل جل کر رہنے کا ایک فلسفہ ہے جو اخوت اور آشتی اور صلح کا حکم دیتا ہے اور سب انسانوں کے ایک نسل سے ہونے اور سب دینوں کے اصول میں ایک ہونے کی تعلیم دیتا ہے بہائیوں میں سے جو شخص عیسائی ہے وہ اپنے عیسوی مذہب پر قائم ہے اور جو شخص یہودی ہے وہ یہودیت پر قائم ہے۔

ایک اور مقام پر اسی کتاب "عبد البہاء والبہائیہ" میں لکھا ہے:۔

"لَیْسَ لَهَا نِظَامٌ خَاصٌّ بِهَا وَلَا طُقُوْسٌ تَجْرِیْ عَلَیْهَا وَلَا طَغَمَاتٌ یَتَوَارَثُوْنَ رُتَبَهَا وَاَلْقَابَهَا وَلَا اَمَاکِنُ خَاصَّةٌ لِلْعِبَادَةِ وَلَا کِتَابٌ مَوْقُوْتٌ لِلصَّلَاةِ بَلْ هِیَ بِالْاِخْتِصَارِ رُوْحٌ وَحَیَاةٌ وَلَیْسَ مِنْ مَبَادِیْهَا اِقْنَاعُ النَّاسِ بِتَرْكِ اَدْیَانِهِمْ وَالْاِنْضِمَامِ اِلَیْهَا فَقَدْ تَکُوْنُ بَهَآئِیًّا مَعَ بَقَائِكَ مَسِیْحِیًّا اَوْ یَهُوْدِیًّا اَوْ مُسْلِمًا" (صفحہ ۴۳) کہ بہائیت کا کوئی خاص علیحدہ نظام نہیں ہے اور نہ اس کے کوئی خاص مذہبی فرائض ہیں اور نہ یہ کوئی ایسا فرقہ ہے کہ اس میں عہدے یا القاب ورثہ کے طور پر چلتے ہوں اور نہ ان کے ہاں عبادت کے لئے کوئی خاص عبادت خانے ہیں اور نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس تبدیلی کے ساتھ ہی وہ حقیقی رواداری جس کے بغیر کوئی اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا پیدا ہو جائیگی جو لوگ اختلاف کو مٹا کر اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہ ہونگے ؂

رواداری کی تعریف

کامیابی کا ایک ہی گُر ہے۔ کہ رواداری کا مادہ پیدا کیا جائے۔ اور رواداری اختلاف کو مٹانے کا نام نہیں۔ بلکہ اختلاف کی حقیقت اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اتحاد پر آمادگی کا نام ہے۔ یہی روح ہے جو ایک قدم آگے چلکر ہمیں دوسرے مذاہب سے اپنے مشترکہ فوائد میں اتحاد کرنے پر مجبور کریگی۔ ورنہ اگر ہمارے اتحاد کا انحصار صرف اسی امر پر ہو۔ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہا جائے تو کل کو ہندوؤں اور مسیحیوں کی طرف ہمارا صلح کا ہاتھ لمبا نہیں ہو سکے گا۔ ہم اتحاد پیدا کرتے کرتے ایک ایسی ذہنیت پیدا کر دیں گے۔ جو اتحاد کی وسیع لہر کے راستہ میں چٹان بن کر کھڑی ہو جائے گی ؂

مسلمانان روس

مسلمانان روس کے اعداد و شمار کے متعلق ماہرین اعداد کا قول ہے کہ مملکت روس میں مسلمانوں کی آبادی ساڑھے تین کروڑ ہے۔ اور بعض لوگ تین کروڑ تیئیس لاکھ بتاتے ہیں۔ ماسکو اور پیٹرو گراڈ کے مسلمانوں کے قاضی القضاۃ نے بیان کیا کہ مسلمانان روس کی تعداد ۳۳ ملین ہے۔ (کل تعداد ......۳۳) جو لوگ تعداد ساڑھے تین کروڑ بتاتے ہیں۔ وہ بیس لاکھ کی تعداد کا اضافہ بعض صوبجات کے اعداد و شمار میں کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا اعداد و شمار کے علاوہ دس ہزار مسلمان لیتھونیا میں ہیں اور ۱۵ ہزار سے زائد پولینا میں آباد ہیں۔ لیتھونیا اور پولینا کے مسلمان اپنے مذہبی ارکان کی ادائیگی میں پوری آزادی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ نہ عربی سمجھتے ہیں اور نہ ترکی بلکہ اپنی مادری زبان لیتھونی روسی میں گفتگو کرتے ہیں۔ پولینا اور لیتھونیا کی مسجدیں خوب آباد ہیں۔ بالشویک حکومت کے دار السلطنت ماسکو میں تاتاری مسلمان باشندوں کی تعداد دس ہزار ہے۔ جن کی خاص دو مسجدیں ہیں۔ روس کے مشہور شہر پیٹرو گراڈ میں بھی دس ہزار مسلمان ہیں۔ یہاں کی جامع مسجد نہایت خوشنما اور وسیع ہے۔ ماسکو کی جامع مسجد کے امام شیخ عبد الودود فتاح الدین قاضی شہر ہیں۔ مسلمانان ماسکو اور پیٹرو گراڈ کے علاوہ صوبجات "نارا سلوز" "تویر" "یقاتومنہ" "ایفانو" "چینگی کے مسلمان بھی قاضی عبد الودود کے ماتحت ہیں روسی مسلمانوں کا شرعی نظام یہ ہے۔ کہ قازان، سائبیریا، باشقرد، اور عزعیز دو کے مسلم علماء کی ایک مجلس اعلیٰ ہے۔ جس کا مرکزی مقام اوفا ہے۔ اور مجلس میں چار قاضی اور ایک قاضی القضاۃ جس کو مفتی اعظم بھی کہتے ہیں شریک ہوتے ہیں یہ مجلس تمام شرعی مسائل کو حل کرتی ہے۔ اور مسلمانوں کی شکایات و تکالیف کو رفع کرتی ہے۔ اس مجلس کے ماتحت نوے حلقے ہیں۔ ہر ایک حلقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ انکی عبادت کا کوئی خاص وقت مقرر ہے اور نہ بہائیت کے بنیادی اصولوں میں یہ بات داخل ہے کہ لوگ اپنے اپنے اصلی مذہبوں کو چھوڑ کر بہائیت میں داخل ہوں بلکہ ایک عیسائی. عیسائی رہ کر اور یہودی۔ یہودی رہ کر اور مسلمان۔ مسلمان رہ کر بہائی ہو سکتا ہے۔

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہے کہ شریعت بابیہ و بہائیہ کے دنیا میں نافذ و جاری ہونے سے نا امید ہو کر بہائی فرقہ نے اپنا یہ مسلک بنایا ہُوا ہے کہ ہر مذہب والا اپنے مذہب میں رہ کر بہائی ہو سکتا ہے اور اسے کسی مذہبی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اب چونکہ مصر اور ہندوستان میں بہائیت اور بابیت کا راز کھلتا جاتا ہے اور بہائیوں کے لئے موجودہ منافقانہ روش دیر تک قائم رکھنی مشکل ہے اس لئے بہائیوں کے موجودہ لیڈر شوقی افندی مقیم حیفا (ملک فلسطین) نے مصر کے محکمہ شرعیہ میں بہائیوں کے مرتد اور کافر اور دین اسلام سے خارج پا جانے کے بعد فروری ۱۹۲۷ء میں ایک لمبی چوڑی خفیہ چٹھی بہائیوں کے نام لکھی ہے جس کی ایک مطبوعہ کاپی خاص ذرائع سے ہمارے ہاتھوں میں بھی پہنچی ہے۔ اس چٹھی میں شوقی افندی ہندوستان اور مصر وغیرہ کے بہائیوں کو تحریک کرتے ہیں کہ انہیں اب چاہیئے کہ تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جائیں اور تمام مذاہب اور تمام شریعتوں کو جو تقیہ کے رنگ میں اختیار کی ہوئی ہیں چھوڑ کر میرزا حسین علی بہاء کی کتاب اقدس میں بیان کی ہوئی شریعت بہائیہ پر کاربند ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اس مطبوعہ خط کے صفحہ ۲۶ تا ۲۸۔ میں بہائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ کہ

"حال وقت آنست کہ یاران صمیمی مخلص پر وفا متمسکین بعروۃ الوثقای ایقان و ایمان بکمال تعلق و شہامت و ثبات و متانت و فرزانگی و رزانت و انقطاع و خلوص نیت با قلبی فارغ از شہوات نفسیہ و تعلقات و تمایلات مذہبیہ و صدری ممرّد از حماست و حمیّت جاہلیہ و تعصبات فارغہ و ذیلے مقدس از رسوم و اوہام و عادات و تقالید شرائع و مذاہب مطویہ منسوخہ و افکار واہیہ بالیۂ عتیقہ خود را از قیود عالم قدیم رہائی دہند و شریعت ایں یوم موعود را جلوہ دہند و نصرت نمایند در صراط مستقیم کہ منہج اعتدال است و شاہراہ عزّت و

"اب وہ وقت ہے کہ خالص اور مخلص اور وفادار دوست جنہوں نے یقین اور ایمان کا مضبوط رسہ پکڑا ہُوا ہے پورے تعلق اور جوانمردی اور استقلال اور مضبوطی اور عقلمندی اور دانائی اور بکلّی علیحدگی اور خلوص نیت کے ساتھ اور خواہشات نفسانی اور مذہبی رجحانات اور تعلقات سے خالی دل اور مضبوط سینہ کے ساتھ جو تعصبات اور بیجا طرفداری سے فارغ ہو اور ایسے دامن کے ساتھ جو رسموں اور وہموں اور عادتوں اور منسوخ شدہ شریعتوں اور مذہبوں کی پیروی اور بیکار اور بوسیدہ اور پرانے خیالات سے پاک ہو۔ اپنے آپکو پرانے زمانہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعادت بے زوال سالک ومتحرک گردند ودر ممالک
آزاد بتمام قوی بشریعۂ منزلۂ از سماء ارادۂ مالک البریۃ
متمسک گردند و نظر را منحصر دراں نمایند وسنن و احکام
وقواعد کتاب مستطاب اقدس را بقدر وسع ومقدور
اجرا نمایند از تظاہر وتقلید ومداہنہ وتقیۂ بپرہیزند
ودر تشریح وتنفیذ اصول آئین امر بہا اثبات استقلال
واستغنائے شریعۃ اللہ وتبیین قدر ومنزلت و
تقدیس وتنزیہ امر حضرت ذوالجلال کتباً وقولاً وعملاً
جہد بلیغ وسعی متمادی مبذول دارند اینعبد با ہیئتے
از نمایندگان امر اللہ کتباً وشفاہاً بتبادل آراء ومذاکرہ
ومشاورہ درایں امر خطیر مشغول وبا بعضے از اولیائے
امور در صفحات مجاورہ مرتبط وبوسائل متقنہ متشبث
ودر ایجاد روابط رسمیہ وعلاقات محکمۂ متینہ متفکر ومتدبر
امید وثیق اینعبد ناتوان انست کہ بحول اللہ ومشیتہ
وتائیدہ وہدایتہ وعنایتہ ایں مجہودات ومساعی مبذولہ
باکلیل فوز وفلاح مکلل گردد ودلبر آمال در بزم جہانیاں
کاملاً چہرہ بکشاید ونوایائے قلبیۂ مولائی حی توانا
حضرت عبد البہاء در عرصۂ شہود جلوہ نمائی محیر العقول
نماید زنہار زنہار کہ ایں فرصت گرانبہا از دست
رود وایں وسائل ووسائط حالیۂ کہ بصرف ارادۂ
الہیہ ومشیت غالبۂ محیط فراہم ومہیا کردیدہ اتخاذ
واستعمال نگردد ولے تغییر وتبدیل در مسلک و
رفتار یاران در ہر کشوری باید باطلاع ومشورت
وتصویب امنای الہی یعنی اعضائے محترم محفل
روحانی مرکزی آن اقلیم باشد محافل محلیہ بہیچوجہ

قیدوں سے آزاد کریں اور اس یوم موعود کی شریعت
کو روشن کریں اور اسکی مدد کریں اور اس صراط مستقیم کو
جو اعتدال کی راہ اور عزت اور لازوال سعادت کی
شاہراہ ہے اختیار کریں اور ان ملکوں میں جو آزاد ہیں
تمام طاقتوں کے ساتھ اس شریعت پر جو مالک المخلوق
کے ارادہ کے آسمان سے نازل ہوئی ہے کاربند ہو جائیں
اور اپنی نظر کو صرف اسی شریعت میں محدود کریں اور کتاب
اقدس کے بتائے ہوئے طریقوں اور قاعدوں اور احکام کو
اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق جاری کریں اور اپنے مذہب کے
چھپانے اور منافقانہ طریق اختیار کرنے اور دوسرے
مذہبوں کی پیروی کرنے اور اپنے آپکو انکے ساتھ ملانے سے
پرہیز کریں۔ اور بہائی دین کی تشریح کرنے اور اس کے
اصولوں کے جاری کرنے اور اسکے کامل اور مستقل شریعت
ثابت کرنے اور اس کا مرتبہ اور درجہ بیان کرنے اور ہر نقص
اور عیب سے اسکے پاک ثابت کرنیکی اپنی تحریر سے اور اپنے قول
وفعل سے پوری کوشش کریں۔ میں (شوقی افندی) دین
بہائی کے نمائندوں کی مجلس کے ساتھ اس اہم معاملہ میں
خط وکتابت کے ذریعہ اور بالمشافہ تبادلہ خیالات اور
گفتگو اور مشورہ کر رہا ہوں اور قرب وجوار کے بعض علاقوں
کے با اختیار حاکموں سے بھی میل جول کے تعلقات قائم
کیئے ہیں اور اسکے لئے مضبوط ذرائع ہاتھ میں لیئے ہیں
اور یہ بندہ ان حاکموں کے ساتھ مضبوط اور دوستانہ
تعلقات پیدا کرنے کے لیئے فکر اور غور کر رہا ہے۔ اس بندہ
ناتوان کو قوی امید ہے کہ اللہ کی مدد اور اس کے ارادہ اور
تائید اور رہنمائی اور مہربانی سے یہ کوشش کامیابی کا تاج پہنیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من اُلوجوه قدمے دراین سبیل برندارند بلکہ از قبل پس از تحقیق و بحث کامل و تبادل آراء بین اعضائے محافل محلّی و مرکزی و ارسال راپورتی بامنائے محفل مرکزے کسب تکلیف از امنائے انحفل مجلّل نمایند و منتظر دستور نمایندگان مرکزی اقلیم خویش گردند ✣ (خط شوقی افندی صفحہ ۲۶ تا ۲۸ مطبوعہ برٹش انڈیا پریس بمبئی فروری ۱۹۲۷ء)

کریگا

اور امیدوں کا معشوق اہل عالم کی بزم میں اپنی پوری چہرہ نمائی

او جود لی بارادی زندہ اور توانا آقا حضرت عبد البہاء ابن بہاء اللہ

کے تھی وہ دنیا میں ایسا جلوہ دکھائینگے جس سے عقلیں حیران ہو جائینگی

دیکھنا ہوشیار رہنا یہ بیش قیمت موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے اور ایسا نہ ہو

گران موجود ذرائع اور اسباب سے جو محض اللہ کے ارادہ اور اسکی محیط

اور غالب مشیت سے جمع ہوئے ہیں فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ بہائی دوستوں

کی موجودہ روش اور رفتار میں جو تغیر اور تبدیلی ہر ملک میں واقع

ہو وہ اُس ملک کی مرکزی انجمن کے ممبران کی اطلاع اور مشورت

اور صوابدید سے ہونی چاہئیے۔ مقامی انجمنوں کو کسی وجہ سے بھی

اس راہ میں کوئی قدم بغیر اسکے نہیں اٹھانا چاہئیے کہ پہلے مقامی

اور مرکزی انجمنوں کے ممبران کا آپسمیں تبادلہ خیالات اور پوری

تحقیق اور بحث ہو جائے اور پھر اسکی رپورٹ مرکزی انجمن میں

بھیجکر اسکے حکم اور دستور العمل کا انتظار کیا جائے"۔ (صفحہ ۲۶ تا ۲۸)

اس مطبوعہ چٹھی میں شوقی افندی نے بہائیوں کو شریعت بہائیۃ پر عمل کرنیکی جو ترغیب دی ہے وہ صاف اور واضح ہے۔ لیکن اس چٹھی سے بہائی مذہب کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

اوّل۔ چٹھی سے ثابت ہوتا ہے کہ بہائی فرقہ کا عمل اس وقت تک بہائی شریعت پر شروع نہیں ہوا حالانکہ بہائیوں کے نزدیک پچاس برس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ بہاء اللہ نے کتاب اقدس لکھی اور اسمیں بہائیوں کے لئے ایک نئی شریعت بیان کی۔ لیکن بہائیوں نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان لوگوں نے ہمیشہ ہی اپنا رویہ منافقانہ رکھا ہے۔ پس باوجود بہاء اللہ کی تاکیدات شدیدہ کے جو اسکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں بہائیوں کا کتاب اقدس کی شریعت پر عمل نہ کرسکنا۔ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ شریعت خدا کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ خدا نے کبھی یہ معاملہ کسی سچے نبی کے ساتھ نہیں کیا کہ اسکو اپنی طرف سے ایک شریعت دیکر دنیا میں بھیجا ہو اور اس نبی پر ایمان لانیوالی قوم میں سے مومنین کی پہلی جماعت نے بھی اس پر عمل نہ کیا ہو۔ بخلاف بہاء اللہ کے کہ اس کے ماننے والے ابتدا سے ہی منسوخ شدہ شریعتوں اور پرانے مذہبوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور بہاء اللہ کی شریعت پر عمل نہیں کرسکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوئم۔ شوقی افندی بیان کرتے ہیں کہ شریعت بہائیہ پر عمل کرنے کے متعلق وہ دوسرے بہائی نمائندوں کے ساتھ ابھی مشورہ اور تبادلہ خیالات کر رہے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر دوسرے بہائی مشیروں نے شوقی افندی کے ساتھ شریعت بہائیہ پر عمل کرنے کی تجویز سے اتفاق کیا تو شریعت بہائیہ پر عمل شروع ہوگا اور اگر اتفاق نہ کیا تو اسپر عمل نہ ہوگا۔ بہائیوں کی یہ کانا پھوسی بھی ثابت کرتی ہے کہ بہائی شریعت خدا کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ جو شریعت خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہو وہ جب تک منسوخ نہ ہوجائے اسپر عمل کرنے کا حکم جاری رہتا ہے اور اسپر عمل کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کسی انسانی مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوئم۔ اس چٹھی میں بتایا گیا ہے کہ جو طرز عمل بہائیوں کا اسوقت تک جاری ہے کہ وہ مسلمانوں میں مسلمان۔ یہودیوں میں یہودی۔ عیسائیوں میں عیسائی بنے ہوئے ہیں اس طرز عمل میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا کسی بہائی کے لئے مناسب نہیں ہے جبتک کہ وہ پہلے اپنے ملک کی مرکزی انجمن سے شریعت بہائیہ پر عمل کرنے کے متعلق دستور العمل اور اجازت حاصل نہ کرے حتیٰ کہ کسی جگہ کی کوئی مقامی انجمن بھی مرکزی انجمن کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے اور اسکا حکم اور دستور حاصل کرنے کے بغیر اپنے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کرنے کی مجاز نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہائی لیڈر شوقی افندی جو مشورہ دوسرے بہائی نمائندوں کے ساتھ کر رہے ہیں اسکے نتیجہ کی اطلاع ان مرکزی انجمنوں کو دیجائیگی جو کسی ملک میں قائم ہیں۔ اور وہ مرکزی انجمنیں اگر مناسب سمجھیں گی تو اپنے ملک میں شریعت بہائیہ پر عمل کرنیکی اجازت دینگی۔ ورنہ نہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہائی مذہب ایک انسانی ڈھکوسلا ہے۔ نہ کہ خدائی مذہب۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ شریعت پر عمل کرنے کے لئے ہر شخص مامور ہوتا ہے اور اسپر عمل کرنا کسی انجمن یا کمیٹی کی اجازت پر موقوف نہیں ہے۔

چہارم۔ اس چٹھی میں ایک طرف یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ بہائی شریعت ساری دنیا کے لئے ہے اور دوسری طرف صرف ان بہائیوں کو جو ایشیا کے کسی آزاد ملک میں رہتے ہیں۔ اسپر عمل کرنیکی تحریک کی گئی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو شریعت ساری قوموں اور سارے ملکوں کے لئے نازل ہوئی ہو اُسپر عمل کرنیکے لئے سارے ملک اور ساری قومیں مکلّف ہیں شوقی افندی کا اپنی رائے سے بعض ملکوں اور قوموں کو اس شریعت پر عمل کرنیکی تحریک کرنا اور بعض کو نظر انداز کر دینا جہاں یہ ثابت کرتا ہے کہ اس شریعت کے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت شامل نہیں ہے وہاں یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ خود شوقی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نظر میں بھی بہائی شریعت انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا ایک کھیل ہے کیونکہ اگر انکے خیال میں بہاءاللہ کی شریعت واقعی خدائی شریعت ہوتی تو شوقی صاحب اپنا پیغام ساری دنیا کو دیتے۔

غرض بہائی فرقہ کا جو طریق عمل اس سے پہلے آجتک چلا آیا ہے جس طرح اس سے بہائی مذہب کا جھوٹا اور باطل پر ہونا ثابت ہوتا تھا۔ اسی طرح اس پروگرام سے بھی جو شوقی افندی نے کتاب اقدس پر عمل کرنے کے متعلق اب پیش کیا ہے اس مذہب کا جھوٹا اور باطل پر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

سوالات کے جوابات

(۱) قیامت جس پر کہ مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم ہے کیا شے ہے؟

(۲) کیا اس سے مراد تمام دنیا کی فنا ہے۔ جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے؟

(۳) آپ کے رسالہ سن رائز سے ظاہر ہے کہ روحیں اپنی زمینی خاصیات میں قبر میں ترقی پاتی ہیں۔ اور وہ تا قیامت ترقی کرتی رہینگی۔ پس کیا قیامت تمام روحوں کے لئے کسی خاص مقررہ وقت سے شروع ہوگی؟

(۴) پس اگر قیامت سب کے لئے کسی خاص مقررہ وقت سے شروع ہوگی تو جو قیامت سے تھوڑا عرصہ پہلے مرے ہونگے انکو تو بہت ہی تھوڑا عرصہ اپنی روح کی خاصیات کی ترقی کے لئے ملیگا۔ جو کہ بعث بعد الموت کے دور کیلئے ضروری ہے اور وہ جن کو مرے ہوئے عرصہ دراز ہو گیا گویا انکو خدا کی طرف سے عدل کے خلاف ایک مدد مل گئی یعنی ایک لمبا عرصہ انکی روح کی ترقی خاصیات کیلئے مل گیا۔ خدائی تقسیم میں ایسی بے انصافی کیوں ہے؟

(۵) کیا انسان اپنے ان عزیزوں سے جو اس سے مر کر جدا ہو چکے ہیں۔ قیامت کے بعد ملنے کی امید کر سکتا ہے؟ (خواہ روحانی حالت میں ہی ہو) یا تمام تعلقات ماں باپ اور عزیز و اقارب کے مرنے کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے قطع ہو جاتے ہیں؟

(۱) اسلام کی تعلیم کی رو سے قیامت تین معنی رکھتی ہے۔ ایک قیامت وہ ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو آئندہ ترقیات کے لئے تیار کرنیکی خاطر ایک قسم کی زندگی بخشی جاتی ہے۔ اس زندگی کا حصول بھی اسلامی اصطلاح کی رو سے قیامت کہلاتا ہے۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں من مات فقد قامت قیامتہ۔ جو مر گیا اس کی قیامت شروع ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویوز

عبرت خواجہ محمد عبدالحی صاحب فاروقی اُستاد تفسیر و ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے ایک سلسلہ تفسیر الفرقان فی معارف القرآن شروع کیا ہے جس کا ایک حصہ عبرت کے نام سے شائع ہُوا ہے یہ سورۂ یوسف کی تفسیر ہے۔ مَیں اسپر مفصّل ریویو کرنا چاہتا تھا۔ مگر وقت و فرصت نے مساعدت نہیں کی۔ اسلئے۔ سردست اطلاع پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ حجم ۹۶ صفحے قیمت ایک روپیہ ہے۔ ملنے کا پتہ :-

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

مرزا حیرت کا فوٹو یہ ایک رسالہ ہے جو ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب بی ایچ ڈی مریکہ نے شائع کیا ہے جسمیں مرزا حیرت دہلوی کی زندگی کے مختلف اُتار چڑھاؤ دکھائے ہیں۔ اور خود اسی کی تحریروں سے اسپر مُحجّت ملزمہ قائم کی ہے مرزا حیرت نے اپنی مذہبی و تمدّنی زندگی میں جو رنگ بدلے ہیں انکا عجیب نقشہ ہے اور بقول مؤلف یہ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۲۷ء تک تین لاکھ صفحے لٹریچر کے مطالعہ کا نتیجہ ہے قیمت ۸ر ملنے کا پتہ :-

دفتر رسالہ دستکاری چاندنی چوک دہلی۔

خالصہ دھرم گروؤں کی تاریخ بابا نانک کا مذہب یہ کتاب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے نے شائع کی ہے اسمیں خالصہ دھرم کے گروؤں کی تاریخ اپنی تحقیق کے مطابق ہے۔ نیز بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کا ثبوت دیا ہے تمام اصول اسلام کی تصدیق اور ہندو عقائد کی تردید میں باباصاحب کے اقوال نقل کیئے ہیں جو حوالے ہیں انپر اعراب دیئے ہیں تاکہ صحیح پڑھے جاسکیں۔ کتاب کا حجم ۱۵۴ صفحے ہے۔ اور قیمت گورمکھی حصّے کے ساتھ غیر مجلد ایک روپیہ مجلد عہ ملنے کا پتہ :- ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب / بی اے قادیان

نقشہ اُجرت اشتہارات

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	〃	۲۳ روپے	〃	۱۲ روپے
تین ماہ	〃	۱۲ روپے	〃	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ چار روپے۔ نصف صفحہ ۲ روپے۔ فی سطر ۴ر (مینجر ریویو اُردو قادیان)

خریداران بیرون ہند ریویو اُردو کے کئی ایسے خریدار ہیں جو ہندوستان سے باہر ہیں اور انکے نام وی پی نہیں ہوسکتا وہ مہربانی فرماکر از خود ۱۹۲۶ء کا بقایا (اگر انکے نام ہے) اور ۱۹۲۷ء کی پیشگی قیمت بھجوائیں۔ اصحاب ماریشس بھی توجہ فرمائیں ۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس طرح نجات ہو سکتی ہے

جن کو موت کا خوف ہے۔ برسوں سے پرمیہ کا دکھ بھوگتے ہیں۔ وہ ہماری بنائی ہوئی برسوں سے ہزاروں کیا لاکھوں دفعہ آزمائش کی ہوئی "پرانے سوزاک کی دوا" آج تک کیوں نہیں استعمال کئے؟ اسکی تکلیف وہی جانتا ہے جسکو یہ جان لیوا مرض ہوتا ہے۔ اگر آپ جلد اور ہمیشہ کے لئے اس موذی مرض سے نجات پانا چاہتے ہوں تو یقین کے ساتھ ایک شیشی دوا منگا کر نجات حاصل کریں۔
قیمت فی شیشی عکار۔ محصول ڈاک ۶ر

چندن کا تیل

شدہ چندن تیل کے مانند پرانے سوزاک کی شائد کوئی اور دوسری دوا نہیں ہے نئی سوزاک میں جب جلن۔ کرک۔ اور پیشاب کی گرمی کم ہو کر پیپ زیادہ آتی ہے۔ تو چندن کا تیل بہت ہی فائدہ کرتا ہے یہ تیل پیشاب کی تھیلی (　　　) کی سوجن کی اچھی اور فائدہ مند دوا ہے اس روگ میں بہت درد کرتا ہے۔ پیشاب کا کم ہونا۔ یہ ساری شکایتیں ہمارے شدہ چندن کے تیل استعمال کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔
قیمت فی شیشی ۱۴ار۔ محصول ڈاک ایک سے ۳ شیشی تک ۶ر

نوٹ:۔ خط لکھنے سے پیشتر اپنے یہاں کے دوا فروشوں اور دوکانداروں سے دریافت کر لیں۔ تاکہ ان کو وقت اور محصول ڈاک کی کفایت ہو جائیگی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن صیغہ نمبر ۱۱ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

نوٹ:۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ درخواست آنے پر تو ہمارا ایجنسی روانہ کی جائیگی۔